[illegible] 13 - 90

اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

18/22

ظالموں کے مظالم اور ان کی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز غافل نہیں ہے۔ جب غریبوں کی عزتیں لوٹی جاتیں، کسی شریف کی جان، مال عزت اور آبرو محفوظ نہ ہو۔ جب غنڈے بلا روک ٹوک سڑکوں پر دندناتے ہوتے شریفوں کی پگڑیاں اچھالنے میں مصروف ہوں، جب عفیف خواتین کی جبری عصمت دری کے واقعات روز مرہ کا معمول بن چکے ہوں، جب شعار اللہ کی توہین عام مشغلہ بن جائے تو غیور خدائے غفار کی غیرت جوش میں آتی ہے اور ظالموں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیتی ہے: فاعتبروا یا اولی الابصار

(حضرت مولانا مفتی محمود صاحب)

پیرزادہ

آرزوؤں کا محور

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے شاہینوں کے لیے۔

پرچمِ امن پرور بنو! ساتھیو!
اب شجاعت کے خوگر بنو ساتھیو
تم ہو اسلاف کی عظمتوں کے امین
ان کی جرارت کے پیکر بنو ساتھیو
پھر یقین براہیمؑ سے کام لو!
قاطعِ دینِ آذر بنو ساتھیو
جان دے دو محمدؐ کی ناموس پر
پیروِ انسؓ و بوذر بنو ساتھیو
فیضِ محمودؒ و قاسمؒ کرو عام پھر
ناشرِ فکرِ نور بنو ساتھیو
اپنے کردار سے اپنی گفتار سے
رشکِ مہرِ منور بنو ساتھیو
یہ تو مانا کہ جوئے تنک آب ہو
آگہی کا سمندر بنو ساتھیو
فکرِ تنظیم و تعمیر کرتے رہو
یعنی بہتر سے بہتر بنو ساتھیو
شور و شر سے بچو، ہاؤ ہو سے بچو
آپ اپنا مقدر بنو ساتھیو
آمریت کے بت ریزہ ریزہ کرو
برقِ بےتاب و صرصر بنو ساتھیو
ظالموں کے لیے، خودسروں کیلیے
تیر و پیکان و خنجر بنو ساتھیو
قصرِ ظلم و ستم پھونک ڈالو اٹھو!
شعلہ و صاعقہ گر بنو ساتھیو
اپنے اسلاف کا نام اونچا کرو
عزم و ہمت کے پیکر بنو ساتھیو
ملک و ملت کی کشتی ہے گرداب میں
ظلمتِ شب ہے، رہبر بنو ساتھیو
مفتی محمود و درخواستی کی، سنو!
آرزوؤں کا محور بنو ساتھیو!

اکرالقادری

بہ شکریہ ”عزم“

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۲

جمعۃ المبارک ۹/جون ۱۹۷۵ء ، ۲۰ جمادی الاولیٰ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

پرنٹرز پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

اداریہ

اکرام القادری

یہ بوکھلاہٹ کیوں؟

اپوزیشن کی جانب سے اسمبلیوں کے بائیکاٹ کے سلسلے میں آج کل ارباب اقتدار جس سطح پر اتر آئے ہیں وہ پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً پیرزادہ، جناب مبشر حسن اور خود محترم وزیر اعظم جس قسم کی سوقیانہ بیان بازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس سے عوامی حکومت کی بوکھلاہٹ ڈھکی چھپی نہیں رہی۔

اپوزیشن کے تخت جان جرات مند اور باحوصلہ رہنماؤں کو رام کرنے۔ بلکہ زیر کرنے میں مکمل ناکامی، نامرادی اور پسپائی کے بعد عوامی نیتاؤں نے اپنے لیے جس پُرخطر اور شرمناک راہ کو منتخب کیا ہے، وہ دھمکیوں، تعلّیوں اور فسطائی ہتھکنڈوں کی راہ ہے۔ موزوں تر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہٹلر، مسولینی، چنگیز خان اور ہلاکو کی راہ ہے۔ جس کا آغاز خوش کن و طرب انگیز اور انجام اندوہ گین و حسرت ناک ہے۔

کہیں اپوزیشن رہنماؤں سے اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، تو کہیں انتخابات کرا کر سیٹیں پُر کرنے کی بے سروپا دھمکی اور اسمبلی سے الاونس حاصل کرتے کا طعنہ دیا جا رہا ہے۔ ۶/فروری کے معاہدے کو بے وقت قرار دے دیا گیا اور زبانی ہونے کی وجہ سے ناقابل عمل (یہ الگ بات ہے کہ مولانا مفتی محمود نے تحریری معاہدے کی نقلیں پریس کانفرنس میں تقسیم کیں) اپوزیشن رہنماؤں کے گھیراؤ کا راگ بھی سنائی دے رہا ہے۔

حیرت یہ ہے کہ اس مہم کے دوران "بلوچستان" جا کر مسٹر پیرزادہ کو آئین کی سوجھ گئی، وہی آئین جس کا تقدس بحال رکھنے کے لیے اپوزیشن بائیکاٹ کیے ہوئے ہے جس کی یک طرفہ بلوں سے مٹی پلید کی جاتی رہی ہے، جو آرڈی ننسوں کی تابڑ توڑ یلغار سے بے دم ہو کر رہ گیا۔ جسے عوامی حکومت نسیاً منسیاً کر چکی ہے، جس کا آئے دن مثلہ کیا جاتا ہے۔ اسی آئین پر عمل پیرا ہونے کے لیے حزب اختلاف کے رہنما دہائی دیتے رہتے ہیں جو محترم پیرزادہ صاحب کو اپوزیشن ارکان اسمبلی کی رکنیت ختم کرنے کے لیے یاد آیا ہے۔

جناب مبشر حسن کی گھیراؤ کی دھمکی بھی عجیب و غریب اور مضحکہ خیز ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ آں محترم نے یہ دھمکی خواب میں دی ہے یا اس کا تعلق عالم بیداری سے ہے۔ ممکن ہے "ہن خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں" والا معاملہ ہو۔ ہم کوشش بسیار کے باوجود بھی نہیں سمجھ پائے کہ جناب مبشر کی اس تعلّی کا منشا و مراد کیا ہے؟ اگر ان کے ذہن میں گھیراؤ سے عوام کی جانب سے اپوزیشن رہنماؤں کا گھیراؤ ہے تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں

ع: برایں عقل و دانش بباید گریست

اسے یوں بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

ہم جناب مبشر کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ دامن اور بندِ قبا کو دیکھ کر گھیراؤ کی باتیں کریں۔ انہیں یہ تو روا ہے کہ وہ کہیں کہ دفعہ ۱۴۴ کو مزید وسعت دے کر اپوزیشن رہنماؤں

کا گھیراؤ کیا جائے گا ۔ انہیں یہ بھی کہنے کا حق ہے کہ سیکورٹی فورس کی نفری میں اضافہ کر کے اپوزیشن رہنماؤں کا گھیراؤ مزید مستحکم کرنے کا پروگرام ہے ، انہیں یہ بھی زیب دیتا ہے کہ پولیس اور پالتو غنڈوں سے اپوزیشن کا ایسا گھیراؤ زیر نظر ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عوام سے کٹ کر رہ جائے ، مگر یہ ان کے بس کا روگ نہیں کہ وہ عوام سے اپوزیشن کا گھیراؤ کرا سکیں ۔

شاید مسٹر مبشر حسن لاہور کے چند جھگی نشینوں (جنہیں مالکانہ حقوق کا سبز باغ دکھا کر اکٹھا کیا گیا تھا) اور دور دراز سے فراہم کردہ ڈپو ہولڈروں کے جلوس کی قیادت کر کے اس بے ہنگم دعوے کو مستحکم اور پاؤں کی لرزش کو کم کرنا چاہتے ہوں یا وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر یہ تاثر دینا چاہتے ہوں کہ اس دور ناپرساں میں بھی عوام ہمارے ساتھ ہیں ۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے جلسوں اور جلوسوں کی حیثیت اس چراغ آخر شب کی سی ہے جو بجھنے سے قبل بھڑکنے لگتا ہے جناب مبشر کو یاد ہوگا کہ ایوب خان نے بھی اسی نوع کے جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ اپنے آخری ایام میں یہ تاثر دینا چاہا تھا مگر انہیں کب علم تھا کہ یہی جلسے اور جلوس آمریت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوں گے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

جہاں تک محترم بھٹو صاحب کا ۶ر فروری کے معاہدے سے انحراف و انکار اور اپوزیشن رہنماؤں کو عوام کی نمائندگی کرنے کی تلقین ، بصورت دیگر اسمبلیوں کی رکنیت سے مستعفی ہو جانے کی بات ہے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ۔ اس نوعیت کی نادرہ کاریاں وہ اکثر کرتے رہتے ہیں ۔ اپوزیشن رہنماؤں نے ان کی اس شوراشوری سے جو کچھ تاثر لیا ہے وہ عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے ۔

سچ تو یہ ہے کہ بھٹو صاحب اگر کسی چیز کے پابند ہیں تو وہ ان کا موڈ ہے جو رتّی اور ماشہ کے تول تلتا رہتا ہے ۔ آں محترم کبھی ثرا میں ہوتے ہیں ، کبھی ثریا پر ، یہ الگ بات ہے کہ انہیں خود بھی خبر نہ ہو کہ کب انہوں نے نہاں ہونا ہے ۔

جناب بھٹو کے یہاں معاہدوں کا پاس آئین کی پاسداری ، اصولوں کی سربلندی اور اسمبلی کا وقار ثانوی حیثیت رکھتا ہے ۔ اصل چیز ان کا اپنا موڈ ہے ۔

موڈ ہو تو معراج محمد خان اور مسٹر کھران کے جانشین ، نا ہو تو محروم اقتدار معتوب شہی اور پابجولاں ، موڈ پسند کرے تو مسٹر جے اے رحیم اور جناب قصوری پارٹی کی اہم پوسٹوں اور حکومت کی کلیدی آسامیوں پر متمکن ، ناپسند کرے تو ان کی کردار کشی اور پٹائی تک کا اہتمام ، رانا مختار ، احمد رضا قصوری رسول بخش تالپور اور ان کے بہت سے رُفقاء بھی اسی کاکلِ موڈ کے اسیر و شکار ہیں ۔ کاش یہ ہاں میں ہاں ملاتے رہتے اور یہ دن نہ دیکھنے پڑتے ۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ محترم بھٹو صاحب ۔ اگر کسی آئین ، ضابطے ، اصول اور معاہدے کے پابند ہوتے تو بلوچستان کی منتخبہ آئینی حکومت نہ توڑتے ، سرحد میں نیپ کے گورنر ارباب سکندر خان خلیل کو برطرف نہ کرتے ۔ جمیعۃ اور نیپ سے کیے گئے معاہدے کا پاس کرتے ۔ اس سہ جماعتی معاہدے کے تحریری ہونے سے تو شاید بھٹو صاحب انکار کرنے کی جرارت نہ کریں ۔

کشمیر کے آئینی صدر سردار عبدالقیوم کو جس طرح اڑنگے پر لا کر پٹخنی دی گئی اور پھر انتخابات کا سوانگ رچایا گیا ، کیا یہ سب کسی اصول اور ضابطے کے تحت ہوا ہے ۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ محترم وزیر اعظم کے نزدیک اصولوں سے انحراف سب سے بڑا اصول ہے ، ضابطہ سے پہلوتہی سب سے بڑا ضابطہ ہے ۔ آج بھٹو صاحب اپوزیشن رہنماؤں کو طعنہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے عوام کا حق نیابت ادا نہیں کر رہے ۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کاش وہ اس موقع پر ان بے یار و مددگار ، ستم رسیدہ مظلوم عوام کو بھی یاد کر لیتے جنہوں نے اپنی نیابت کے لیے بزنجو ، مری اور مینگل کو چنا تھا ، جو ولی خان کو اپنی بھرپور نمائندگی کے لیے اسمبلی میں لائے تھے ۔ ان بے بس عوام نے اکثریت سے صاحب عزیمت لوگوں کو منتخب کیا تھا ، جن کی سیٹیں ضمنی انتخابات کا ڈھونگ رچا کر پشتینی ٹوڈیوں سے پُر کر لی گئیں اور اصل نمائندگان کو پس دیوار زنداں دھکیل دیا گیا ۔

عوامی پردھان منتری عوام کی نظروں میں لاکھ دھول جھونکنے کی ناکام کوشش کریں ، مگر عوام جانتے ہیں کہ اپوزیشن کے بائیکاٹ کی اساس و بنیاد ہی یہ ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو جیلوں سے نکال کر اسمبلیوں میں لایا جائے تاکہ وہ اپنے حلقے کے عوام کی نمائندگی کر سکیں ، مگر عوامی حکمران ہیں کہ اُلٹی گنگا بہاتے چلے جا رہے ہیں ۔ ان کے نزدیک جنوں کا نام خرد اور خرد کا نام جنوں ہے

عمدہ اور لذیذ
کھانے
حلیم ہوٹل
کسیرہ بازار
گوجرانوالہ

حقیقت
کی اصل
صیہونیت

ایک کتاب کا مطالعہ

تحریر:
طاہر احمد

حال ہی میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا خاص موضوع ہے: "صیہونیت، نظریہ اور عمل" یہ رسالہ مصنفوں کی ایک جماعت نے لکھا ہے۔ جن کے سربراہ اکیڈیمیشن منتز ہیں۔ اس میں عالمی صیہونیت کی رجعت پرست فطرت کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ مصنفین کا فریضہ یہ تھا کہ عالمی صیہونیت کی بنیادی نظریاتی شرائط اور سیاسی سرگرمیوں کا اور "یہودیوں اور یہودیت کے دفاع" کے بہانے اس کی اشتعال انگیز سرگرمیوں اور مختلف ممالک میں یہودیوں کی آبادی پر کنٹرول قائم کرنے کی صیہونی کوششوں کا قائل کن تجزیہ پیش کیا جائے۔ مصنفین نے مشرقِ وسطےٰ میں عالمی صیہونیت اور اسرائیلی حکمران حلقوں کی توسیع پسندانہ پالیسی کا، جس کا مقصد عرب ممالک میں قومی آزادی کی تحریک کو کمزور کرنا اور امن قوموں کی سلامتی اور ممالک کے درمیان باہمی کشیدگی کو رفع کرنے کے راز کو نقصان پہونچانا ہے، بھرپور جائزہ لیا۔

اسی رسالے میں صیہونیت کے تاریخی پسِ منظر اور خالص رجعت پرستوں کے مختلف گروہوں کے ساتھ اس کے روایتی تعلقات کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ مصنفین نے صیہونی نظریہ کی "فلسفیانہ بنیادوں" کی جانب بھی توجہ دی ہے، مثلاً نور داؤد کے انتخابیت پر مبنی نظریات، ایچ کوہن، عالم دین م بوبر اور جارحانہ قوم پرستی کے حامی احد گام وغیرہ کے نظریات۔ مصنفین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ان سب کے "تصورات" کا واحد مقصد اس نظریہ کو تقویت پہونچانا ہے کہ یہودی ایک "منتخب" قوم ہیں اور بڑے یہودی بورژوازی کی سامراجی پالیسی کو بجا ثابت کرنا ہے۔ اس رسالے کے ایک باب میں خاص طور پر یہودیت کے ساتھ صیہونیت کے تعلقات سے بحث کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ صیہونیت مذہب پرستوں کے درمیان "صیہونی روح" کی تبلیغ کرنے کے لیے مذہبی تعصبات سے فایدہ اٹھاتی ہے۔

رسالہ میں صیہونیوں کی "جنت" کے تاریک ماحول کے بارے میں خاصے دلچسپ حقائق پیش کیے گئے ہیں۔ اسرائیل میں سنیچر کے دن کی رسوم کی ادائیگی (SABBATH) کی جانب خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے جبکہ ہر یہودی سے اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا سارا وقت تورات پڑھنے میں صرف کرے گا۔ جمعہ کے دن غروب آفتاب کے بعد سے لے کر سنیچر کے دن آسمان پر رات کے وقت تین ستارے نمودار ہونے تک اسرائیل میں زندگی فی الحقیقت حالت جمود میں آجاتی ہے۔ دکانیں، تھیٹر اور سینما گھر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ روک دی جاتی ہے اور بندرگاہوں پر جہازوں سے مال نہیں اتارا جاتا۔ سرکاری طور پر نجی کاروں کو استعمال کرنے کی ممانعت نہیں ہے، لیکن ان علاقوں میں جہاں انتہا پسند مذہبی لوگ رہتے ہیں، ان کا استعمال خطرہ سے خالی نہیں۔ یہ لوگ "گنہگاروں" کی کاروں پر پتھراؤ کرتے ہیں۔ ایک خصوصی قانون وضع کیا جا رہا ہے جس کے تحت "یوم سبت" (SABBATH) کے تقدس کو پامال کرنے والے مجرم قرار دیئے جائیں گے۔

تاہم، یہ مسئلہ انہیں اس وقت پریشان نہیں کرتا جب یوم سبت کی مہموں کا مقصد "عظیم اسرائیل" کے بارے میں بائبل کے احکامات کو پایۂ تکمیل تک پہونچانا ہو۔ چنانچہ اس زمانے میں جب کہ جون ۱۹۶۷ء میں عرب ممالک پر جارحانہ اسرائیلی حملہ کی تیاریاں مکمل کی جا رہی تھیں، فوجی رباتویت کی جانب سے غلط فہمی اور غلط تعبیر سے بچنے کے لیے ایک بلیٹن شائع کیا گیا جس میں سنیچر کے دن ہر قسم کی فوجی کارروائی کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ شہر میرن کے رجام۔ اسٹرن نے سنیچر کے وعظ کو ان جنگجویانہ الفاظ پر ختم کرتے ہوئے کہ: "اسرائیلیو! سنو! اردن جاؤ اور اس قوم کو فتح کرو" اپنے سامعین کو عبادت خانے سے سیدھا خندقوں کی کھدائی کے کام پر روانہ کیا۔

اور فوجی کام کو "تمام وفادار یہودیوں کا فرض" قرار دیا۔

اس رسالہ میں ایشیا اور افریقہ میں قومی آزادی کی تحریکات کے خلاف صیہونیت کی کارروائیوں پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ صیہونیت کی چند روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے: ایسے رضاکارانہ ایجنٹوں اور پٹھوؤں کا رول ادا کرنا جو مشرق میں نوآبادیاتی پالیسی پر عمل درآمد میں مددگار ہوتے ہیں۔

صیہونیت کی پرورش اور حمایت کرتے ہوئے عالمی رجعت پرستوں نے اس سے زبردست فایدہ اٹھایا ہے۔ انہیں اسرائیلی حکمرانوں کی اس غلامانہ آمادگی کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے ملک کو ایک ایسے ہتھیار میں بدل دیں جس کا رُخ عربوں کی جانب ہو۔ زیر نظر رسالے میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پندرہ سے لے کر بیس بلیٹن ڈالر تک کی اس رقم میں جو اجارہ دار ہر سال ترقی پذیر ممالک سے کھینچ نکالتے ہیں۔ صیہونی سرمایہ کا بھی بڑا حصہ ہے۔ رسالہ میں زور دے کر یہ بات کہی گئی ہے کہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک میں حاصل شدہ صیہونیت کی تمام نظریاتی، معاشی اور فوجی پوزیشنوں کو قومی آزادی کی تحریک کو توڑنے کے لیے مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے، تحریک کی طبقاتی اور نظریاتی مختلف النخیالی ہے پورا فایدہ اٹھاتے ہوئے افترا پردازیاں اور اشتعال انگیز کارروائیاں کرتے ہوئے صیہونی اس بات کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ افریشیائی ممالک کے اتحاد اور یک جہتی کو کمزور کر دیا جائے تاہم ان کی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ ایشیا اور افریقہ میں صیہونیت کے خلاف جذبات فروغ پا رہے ہیں اور صیہونی ایلچیوں کی چالیں اور سازشیں بے نقاب ہوتی جا رہی ہیں

مشرق وسطیٰ میں تل ابیب کی توسیع پسندانہ اور جارحانہ پالیسیاں اسرائیل کو روز افزوں طور پر دنیا میں تنہا کرتی جا رہی ہیں۔ بہت سے ترقی پذیر ممالک اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات منقطع کر رہے ہیں اور اس کے صیہونی ایجنٹوں سے چھٹکارہ پا رہے ہیں۔

عالمی صیہونیت اور اسرائیل کے حکمران حلقے مشرق وسطیٰ میں بین الاقوامی کشیدگیوں کی خطرناک آماج گاہوں کو قائم کرنے اور انہیں وسعت دینے کے سختی سے ذمہ دار ہیں۔ اس کی وجہ جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کا حملہ اور جارحانہ کارروائیوں کے ذریعہ عرب سرزمین پر اس کا مسلسل قبضہ ہے۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی مشرق وسطیٰ کی جنگ صیہونیوں کی ان پالیسیوں کا براہ راست نتیجہ ہے جن کا مقصد مشرق وسطےٰ کے تصفیہ کو ناکام بنانا اور اس علاقے میں عالمی امن اور بین الاقوامی صورتِ حال کی بہتری کے کاز کے لیے خطرے کو برقرار رکھنا ہے۔

عرب ممالک کے خلاف جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیلی جارحیت اور اس کے اثرات اس پالیسی کا منطقی نتیجہ ہیں جس پر اسرائیلی حکمران اور عالمی صیہونیت متحد ہو کر عمل پیرا ہیں۔ یہ اتحاد امن کے تحفظ کے لیے براہِ راست خطرہ پیدا کرتا ہے۔ جب کہ صیہونیوں کی سیاسی پالیسی ساری ترقی پسند نوع انسانی کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اسرائیل اور اس کی فوج کی جارحانہ فطرت روز بروز واضح تر ہوتی جا رہی ہے جس کے سبب رجعت پرست قوتوں کے ساتھ ان کے مشترکہ منصوبوں کی بنیاد پر، جو سب سے پہلے تو عرب ممالک کے خلاف ہیں، ان کا گٹھ جوڑ بڑھتا جا رہا ہے۔

"صیہونیت: نظریہ اور عمل" کے مصنفین نے عالمی صیہونیت کے خلاف ترقی پسند قوتوں کی جد وجہد کی مفصل تصویر پیش کی ہے جو ملک کی داخلی اور خارجی پالیسی کو صیہونی اثرات سے آزاد کرانے اور صیہونی حکمرانوں کی جارحانہ سرگرمیوں کی مخالفت پر مبنی ہے۔

رسالہ میں بجا طور پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں رونما ہونے والے حالیہ واقعات خالصتاً مقامی نوعیت کے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ محض دو قومیتوں "یہودیوں اور عربوں" کے درمیان تصادم کے واقعات ہیں۔ جیسا کہ سامراجی پروپیگنڈہ میں کہا جاتا ہے اس کے برعکس یہ ایک طرف تو ترقی اور امن کی قوتوں اور دوسری طرف رجعت پسندی اور جنگ کی قوتوں کے درمیان پائے جانے والے گہرے تضادات کی عکاسی کرتے ہیں۔ جیسا کہ سارے ممالک کی ترقی پسند قوتیں سمجھتی ہیں، ان کا فرض یہ ہے کہ رجعت پرستی کی رُوح کو بے نقاب کیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ اس کی سرگرمیاں اسرائیل کی بقا کے حق کی جِدّ و جُہد پر مبنی نہیں ہیں۔

مصنفین نے بالکل بجا طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ اسرائیل کے پُرامن وجود کی ضمانت صرف اسی وقت دی جا سکتی ہے جب کہ اس کے حکمران عرب اقوام کے خلاف اپنے جارحانہ منصوبوں سے دستبردار ہو جائیں اور عالمی صیہونیت امن اور ترقی کی قوتوں کے خلاف اپنی تخریبی کارروائیوں کو ختم کر دے۔

"صیہونیت: نظریہ اور عمل" نامی کتاب رجعت پرستی کے اہم ترین اور خطرناک ترین ہتھیاروں میں سے ایک، یعنی عالمی صیہونیت کی پالیسیوں اور نظریہ کے خلاف مسلسل اور انتھک جد وجہد میں خاصی مفید ہے۔

چٹ پر سُرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہو گا۔

زاہد الراشدی

متحدہ جمہوری محاذ کا قومی کنونشن

متحدہ جمہوری محاذ کے باعزم رہنما ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ اس دور میں بھی جمہوری اقدار کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کی جدوجہد میں مصروف ہیں جبکہ حکمران پارٹی اپنے اقتدار کو مضبوط اور شخصی آمریت کو مستحکم کرنے کی خاطر تمام سیاسی، اخلاقی اور جمہوری حدود و قیود کو خیر باد کہہ چکی ہے۔

محب وطن سیاسی رہنماؤں کے خلاف سرکاری ذرائع ابلاغ کا مکروہ پروپیگنڈہ اور پولیس و فیڈرل فورس کے وحشیانہ مظالم ہٹلر اور مسولینی کی روح کو بھی شرما رہے ہیں۔

آج سے دو سال قبل جب متحدہ جمہوری محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا تو جمہوری اقدار کی بحالی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کو اس کے پروگرام میں بنیادی حیثیت دی گئی تھی۔ دو سال کا عرصہ گواہ ہے کہ اس مقدس مہم کی راہ میں موجودہ حکومت نے ہر ممکن رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کی، مگر محاذ کے باہمت قائدین کے قدم رکنے کی بجائے مسلسل آگے بڑھے ہیں اور یہ متحدہ جمہوری محاذ کی مسلسل مساعی کا نتیجہ ہے کہ آج حکومت کے یکطرفہ پروپیگنڈہ کے باوجود عوام کی غالب اکثریت اس کے جمہوریت کش اقدامات اور آئین و قانون کے خلاف کارروائیوں کو محسوس کرنے لگی ہے اور دو سال قبل کی بہ نسبت حکومت کے لیے آج عوام کو دھوکہ دینا زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔

لیاقت باغ راولپنڈی میں محاذ کے جلسے پر غنڈہ گردی اور بربریت کے مظاہرے، محاذ کے رہنماؤں کی ٹرین پر گوجرانوالہ، وزیر آباد اور دوسرے ریلوے اسٹیشنوں پر حملوں، قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ اور اپوزیشن لیڈر خان عبدالولی خان پر قاتلانہ حملوں، عطاء اللہ مینگل، خیر بخش مری، غوث بخش بزنجو اور دیگر سیاسی رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد نیپ پر پابندی اور ولی خان اور دیگر رہنماؤں کی گرفتاریوں، تحریک بحالی جمہوریت کے ”عوامی قیدیوں“ پر وحشیانہ مظالم، دفعہ ۱۴۴ اور ڈی۔ پی۔ آر کے اندھا دھند استعمال، سرکاری ذرائع ابلاغ، ٹی۔ وی، ریڈیو و اخبارات کے ذریعہ اپوزیشن کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ، فیڈرل سیکورٹی فورس کی عوامی کارستانیوں، قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی آواز کا گلا گھونٹ کر اسے بائیکاٹ پر مجبور کرنے اور پھر استعفیٰ کے مطالبے سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ حکمران پارٹی ہر قیمت پر اپوزیشن کو راہ سے ہٹا دینا چاہتی ہے اور اس کی خواہش یہ محسوس ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپوزیشن جدوجہد کی راہ سے ہٹ جائے یا حکمران پارٹی کے حربوں سے زچ ہو کر اسمبلیوں سے مستعفی ہو جائے تاکہ دھاندلی اور دھونس کے ذریعہ کچھ اور مرضی کے افراد کو اسمبلی میں لا کر ”ڈمی اپوزیشن“ تشکیل دی جا سکے۔

لیکن محاذ کے رہنماؤں نے کمال تدبر اور فراست سے کام لے کر حکومت کے ان حربوں کو ناکام بنا دیا ہے اور اسمبلی میں وزیر اعظم کی تقریر ان کی بوکھلاہٹ کا کھلا ثبوت ہے

حال ہی میں آزاد کشمیر کے سلسلہ میں بھی حکمران پارٹی نے خانہ جنگی کی بنیاد رکھنے، اور متحدہ جمہوری محاذ کی بیخ کنی کا ”جواز“ تلاش کرنے کی سعیٔ لاچار کی۔ سردار عبدالقیوم خان کی برطرفی، مسلم کانفرنس کے کارکنوں کے خلاف غنڈہ گردی، فیڈرل فورس کا آزاد کشمیر آپریشن، متحدہ جمہوری محاذ کے رہنماؤں کے دورہ آزاد کشمیر کی صورت میں مجوزہ اقدامات اور سردار عبدالقیوم کے آزاد کشمیر میں داخلہ پر پابندی یہ تمام کارروائیاں ایک ہی محور کے گرد گھومتی رہیں، لیکن محاذ کے رہنماؤں کا تدبر اور سردار عبدالقیوم کا حوصلہ آڑے آیا اور بھٹو صاحب کی محاذ کو ”اڑنگے پر لا کر پٹخنی دینے“ کی خواہش ناتمام رہی۔

اور اب جب کہ ”بلی تھیلے سے باہر“ آ چکی ہے، بھٹو صاحب قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ارکان اسمبلی سے مستعفی ہونے

باقی ص۱۰ پر

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر بی۔ اے بصیرپوری

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں!

علماء کی کل پاکستان کانفرنس طلب کی جائیگی۔

(ایک خبر)

کیا اس لیے کہ انہیں حکومتی حمایت اور کاسہ لیسی پہ تیار کیا جا سکے؟

وزیراعظم بھٹو مجوزہ کانفرنس میں دینی رہنماؤں سے خطاب فرمائیں گے۔ (ایک خبر)

کیا حکومتی حمائت کی سیاست سکھانے کے لیے؟۔

حکومت علماء کو سرمایہ داروں اور وڈیروں کا دستِ نگر دیکھنا نہیں چاہتی۔

(کوثر نیازی کا بیان)

یہ بھی تو فرمائیے کہ حکومت علماء کو صرف اپنا دستِ نگر دیکھنا چاہتی ہے؟

عوام دشمن عناصر کو ایسی سزا دی جائیگی جسے وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔؟

(ایک وزیر کا بیان)

کیا حزب اختلاف کے لوگ عوام دشمن شمار ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے علاوہ حکومت اور کس کو سزا دے گی۔ رہے معروف معنوں میں عوام دشمنی تو وہ تو "عوامی" ہو چکے ہیں۔

شیخ حفیظ الرحمٰن انجمن صحافیاں گجرات کے عہدیداروں سے حلف لیں گے۔ (ایک خبر)

کیا حلف حکومت کی حمایت کرنے کا ہو گا؟

تھان پور کے دو ڈپو منسوخ کر دیے گئے۔

(ایک خبر)

کیا یہ ڈپو ہولڈر پیپلز پارٹی سے نہیں تعلق رکھتے تھے؟

بلدیہ جہلم کے چونگی محرروں کے خلاف تحقیقات کے نتائج منظر عام پہ لانے کا مطالبہ۔

(ایک بیان)

تحقیقات کو منظر عام پر لانا پاکستان کی روایت کے خلاف ہے، لہذا روایتیں توڑنے کا مطالبہ کرنا اچھا نہیں ہوتا۔

جناب عبدالحفیظ کاردار نے سڑک کا افتتاح کیا۔

(ایک خبر)

ماشاء اللہ کاردار صاحب وزیر ہیں اور دورِ حاضر میں وزیروں پر بیان دینے اور افتتاح کرنے سے زیادہ بوجھ لادا نہیں جاتا۔

سوا لاکھ روپے کی مالیّت کی ناجائز شراب برآمد۔؟

(ایک خبر)

مگر "جائز شراب" پاکستان میں کتنی درآمد ہوتی ہے؟

نامعلوم چور ایک لاکھ روپے کا مال لے گئے۔

(ایک خبر)

کیا پولیس کے لیے بھی یہ چور نامعلوم تھے؟

کیا امریکہ تدبر کا مظاہرہ کرے گا؟

(ایک اداریے کا عنوان)

کہاں؟ ہند چینی میں؟

اُمڈتے ہوئے سیاسی طوفان کو روکیے۔

(ایک اداریے کا عنوان)

کیا بیانوں سے؟

اسلامی قانون کے نفاذ سے غنڈہ گردی کا خاتمہ ہو سکے گا

(ایک بیان)

تو پھر حزب اختلاف کو تنگ کیونکر اور کیسے کیا جا سکے گا۔؟

امریکن سٹائل بلیک میل۔

(ایک خبر کا عنوان)

کیا بلیک میل کی بھی قسمیں ہوتی ہیں، میں تو سمجھتا تھا کہ ہر قسم کی بلیک میل پر امریکہ کا اجارہ ہے۔

سیالکوٹ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔

(ایک خبر)

کیا اس سے پہلے نہ تھی یا تجدید کی گئی ہے ویسے بھٹو صاحب کے دورِ ہمایونی میں اس دفعہ کے لحاظ سے پاکستان کافی حد تک خود کفیل اور پوری طرح خوش حال ہے۔ البتہ یہی دفعہ بدحالی کا سبب بنے تو حکومت کا قصور نہیں۔

بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی پر اظہارِ تشویش۔

(ایک خبر کی سرخی)

پاکستان میں چند ہی تو چیزیں بڑھ رہی ہیں فحاشی، عریانی، مہنگائی اور غنڈہ گردی! اگر یہ بھی نہ بڑھیں تو ترقی کس میدان میں ہو گی؟

کراچی میں ۵ لاکھ روپے کا سمگل شدہ سامان درآمد۔

(ایک خبر)

مگر سمگلر کہاں گئے؟ کیا ضمانت کرا کر ملک سے باہر فرار ہو گئے؟

خط و کتابت
کرتے وقت تاریخ
لکھنا مت بھولیے

ترتیب : حافظ مقصود احمد

وُزراء کے لیے دس راہنما اُصول

از افادات : مخدوم العلماءؒ حضرۃ مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الحکم الا للہ امر

الا تعبدوا الا ایاہ۔

وقت کے تقاضے کے مطابق اس وقت اقتدار پر آنے والوں کے یہ فرائض ہیں۔ یہ لوگ جب تک ان فرائض کی بجا آوری پابندی سے نہ کریں گے، ان سے کوئی بھی ڈھب کا کام نہ ہو سکے گا۔ نہ گرانی ختم ہو سکتی ہے اور نہ قحط سالی۔

فریضۂ اوّل : التزام اجتناب فواحش۔ قرآن میں یوسف علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے کمال رازداری میں آپ کو ورغلانے کی کوشش کی، لیکن آپ نے اس کے ردّ میں وہ رویہ اختیار کیا جو آپ جیسے صاحب عزیمت کے شایانِ شان تھا۔ والقد همّت بہٖ وهما بها۔ آج کل کے وزراء کا بھی یہی طریق ہونا چاہیے۔

فریضۂ ثانی : التزامِ اسلام۔ آئین میں وزراُ کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا:

واتبعت ملة اٰبائی ابراهیم

واسحٰق ویعقوب۔ ماکان

لنا ان نشرك باللہ۔

ملّتِ ابراہیمیؑ کی اتباع اور شرک سے اجتناب اصل اسلام ہے۔ ایک وزیر کو اس کے سوا چارۂ کار نہیں۔

فریضۂ ثالث : التزام استقلال، اس کام کے لیے استقلال بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ذکر ہے:

وقال الملك ائتونی بہ فلما جاءہ

الرسول قال ارجع الیٰ ربك

فاسئله ما بال النسوة الّٰتی قطعن

ایدیهنّ۔

یعنی جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو جیل سے باہر نکلنے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھ پر لگائی گئی تہمت کا فیصلہ نہیں ہوتا مَیں باہر نہیں نکلوں گا۔ وزیر کے لیے استقلال کی ضرورت ہے۔ تکالیف کا سامنا ہو تو تب بھی یہ کام نہ چھوڑیں۔ انما الاعمال بالنیات۔ نیک نیّتی سے قوم کی خدمت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔

فریضۂ رابع :(٤)

وقال الملك ائتونی بہٖ استخلصهُ

لِنفسی (الی) قال اجعلنی علیٰ

خزائن الارض انی حفیظ علیمٌ

وزیر کے لیے ضروری ہے کہ وہ عالم اور رعایا کی جان و مال کا محافظ و امین ہو۔ اس کو محافظت علی اموال الناس کا التزام کرنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ لیهلك الحرث والنسل۔ لوگوں کی جان کی حفاظت کے بجائے انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو جائے ایسا آدمی اس عہدے کا مستحق نہیں۔

فریضہ خامس : اس کو علم بھی ہو، یعنی علم کی ترقی کا التزام۔ لوگوں کے احوال کی واقفیت کا التزام، اس کا فریضہ ہے کہ شہر یا دیہات جہاں بھی رعایا ہو، ان کی ضروریات کا علم رکھے اور ان کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھے۔ اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کس جگہ روٹی، کپڑے اور مکان کی کس درجہ میں ضرورت۔ اگر لوگوں کی ضروریات سے جاہل رہا تو کام نہیں چلا سکتا۔

فریضۂ سادس(٦) **:** صبر و تقویٰ کا التزام۔ انه من یتق و یصبر ہر وقت اس کے پیش نظر رہے۔ تکالیف کے وقت صبر سے کام لے اور تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

فریضۂ سابع(٧) **:** مکارم اخلاق کا التزام۔

جئنا ببضاعة مزجٰت

فاوف لنا الکیل۔

جب برادرانِ یوسف علیہ السلام قحط کی وجہ سے بارہ یوسف علیہ السلام کے پاس آتے ہیں اور پھر بات چیت کے بعد یہ راز ان پر کھل جاتا ہے کہ عزیز مصر خود ان کا ستایا ہوا بھائی یوسفؑ ہے تو اس پر انہیں خوف ہوتا ہے کہ اب یہ ہم

سے پچھلے بدلے لے گا تو آپ کمال مہربانی سے فرماتے ہیں :

لا تثریب علیکم الیوم

آج تم سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔ وزیر کو مکارم اخلاق کا التزام رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی اپنے جرم کا اقرار کرلے تو پھر انتقامی کارروائی کے درپے نہ ہو لا تثریب علیکم الیوم کو اپنا شعار بنائے آج اگر ملک میں تباہی آرہی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو کہ اقتدار پر آتا ہے وہ مخالفوں کو معاف کرنے کی بجائے بے گناہوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔

فریضۂ ثامن (۸) اکابر کے احترام کا التزام۔

ولما دخلوا علی یوسف
اٰوٰی الیہ ابویہ (الی) ورفع
ابویہ علی العرش ـــــ

یوسف علیہ السلام جب بادشاہ بن گئے تو اپنے والدین کو بڑی عزت سے اپنے پاس بلایا اور ان کو تخت پر بٹھایا۔ اکابر کا احترام ہوگا تو ملک بچے گا ورنہ نہیں۔ اب تو معاملہ الٹ ہے۔ اکابر جیل میں ہیں اور اصاغر کرسیوں پر ہیں۔ یہ عذاب خداوندی ہے۔

فریضۂ تاسع (۹) : التزام دعا۔ وزارت امارت اور دیگر تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھے۔ رات دن اس سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں میں مزید ترقی دے۔ ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کرے :

رب قد اٰتیتنی من الملک
وعلمتنی من تاویل
الاحادیث فاطر السمٰوٰت
والارض ـــ۔

کہ اے اللہ! جو کچھ تو نے دیا ہے سب تیری مہربانی ہے۔ مجھے اپنی قوت پر ناز نہیں۔

انت ولی فی الدنیا والاخرۃ

میں تیری رضا کے لیے یہ سب کام کر رہا ہوں۔

فریضۂ عاشر : خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہے۔ ہر وقت دعا میں یہ کہتا رہے

توفنی مسلماً والحقنی
بالصالحین ٥

اگر یہ دعا صبح وشام سات بار پڑھے تو یہ التزام اسلام کے لیے کافی ہے۔ کہتے ہیں اگر یہ دعا ہر وقت زبان پر جاری رہے تو فتنہ سے محفوظ، الحاق مع الصالحین اور خاتمہ ایمان پر ہوگا — حدیث شریف میں ہے نیک روح جائے تو دوسرے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار کیا کرتے ہیں اگر وہ نیک کام بتائیں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر برے بتاتے ہیں تو ملال کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ قیامت کے دن اعلان ہوگا :

وامتازوا الیوم ایہا المجرمون

اے مجرموں ! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ۔

بقیہ متحدہ جمہوری محاذ

اور ان کی سیٹوں پر ضمنی انتخاب کرانے کا اعلان فرما کر اپنے عزائم کو بے نقاب کر چکے ہیں اور P.P.P کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مبشر حسن کی طرف سے اپوزیشن ارکانِ اسمبلی کے خلاف غنڈہ گردی کے مظاہرہ کا باضابطہ اعلان سامنے آچکا ہے۔ ملکی سالمیت اور جمہوری اقدار متحدہ محاذ کو نئے اور مہم کا راستہ دکھا رہی ہیں۔ یہ مہم سخت بھی ہے اور قدم قدم پر ایثار و قربانی کی متقاضی بھی۔ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے اس نئی مہم کا اعلان ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے :۔

"حکومتی جماعت نے ہمارے خلاف مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اب ہم بھی حکومت کے خلاف مہم چلائیں گے اور اسے یا تو جمہوریت بحال کرنا پڑے گی، یا اقتدار سے الگ ہونا پڑے گا۔"

حکمران پارٹی کی دھاندلیوں اور غیر آئینی کارروائیوں کے خلاف جمہوری قوتوں کی یہ مہم انشاء اللہ آخری اور فیصلہ کن ثابت ہوگی اور یقیناً حکمران پارٹی کو جمہوری اقدار، آئین کے تقدس اور ملکی سالمیت کے تقاضوں کے سامنے "سرنڈر" ہونا پڑے گا۔

متحدہ جمہوری محاذ نے اس مہم کے باضابطہ آغاز کے لیے ۱۴، ۱۵/جون بروز ہفتہ واتوار لاہور میں محاذ میں شامل تمام جماعتوں کے کارکنوں کا قومی کنونشن طلب کیا ہے۔

جس میں موجودہ سیاسی صورت حال پر غور و خوض کے بعد آیندہ لائحۂ عمل کا اعلان کیا جائے گا اور عوام کے سیاسی، معاشی اور آئینی حقوق کی بحالی کی فیصلہ کن مہم کا باقاعدہ آغاز ہوگا۔

قائدِ جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، کی ہدایت پر جمعیۃ کی مرکزی مجلس عمومی کے تمام ارکان کو متحدہ جمہوری محاذ کے قومی کنونشن میں شرکت کے لیے باضابطہ دعوت نامے جاری کر دیے گئے ہیں اور کنونشن کے اختتام پر اس کے فیصلوں کی توثیق کے لیے جمعیۃ کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس بھی طلب کر لیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے مجلس عمومی کے تمام ارکان کو ہدایت کی ہے کہ وہ ۱۴، ۱۵/جون کے ساتھ ۱۶/جون کا دن بھی فارغ رکھیں، تاکہ ضروری جماعتی امور کی تکمیل بھی اسی موقع پر ہو جائے۔

مشرق و مغرب کی سیاست

تیسری عالمی جنگ کے حوالہ سے انقلاب لانے کا دعویٰ محض فریب خیال ھے

۹ رمئی کو فسطائیت پر فتح کی ۳۰ ویں سالگرہ منائی جارہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران انسانی سماج کو جن ہلاکت خیزیوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اس کے نقوش آج بھی تروتازہ ہیں۔ فسطائیت کے علمبرداروں کے ہاتھوں جن وحشیانہ جرائم کا ارتکاب عمل میں آیا۔ وہ انسانی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ فسطائیت کی شکست دراصل ساری دنیا کی امن پسند جمہوری قوتوں کا لازوال کارنامہ تھا۔ اس جنگ میں ترقی پسند قوتوں کی فتح نے تاریخ کے دھارے کو تندی و تیزی بخشی جس کی رو میں نوآبادیاتی نظام خس وخاشاک کی طرح بہتے نظر آتے اور سامراجی تسلط کو ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، بلکہ گذشتہ تیس برسوں سے سامراج پسپائی کے عمل سے دوچار رہے۔

کمبوڈیا اور ویت نام کے عوام کی کامیابیوں نے ایک بار پھر اس امر پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ سامراجیوں کے چل چلاؤ کا وقت آپہونچا ہے۔ بین الاقوامی سیاسی افق پر رونما ہونے والے بلیشتر واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ قوت کا توازن سامراج مخالف قوتوں کے حق میں استوار ہوچکا ہے۔ چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ امن اور مفاہمت آج کا غالب رجحان بن چکا ہے۔

لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک حلقہ، جو اپنے آپ کو عوام دوست بھی کہتا ہے۔ اس بات پر مصر ہے کہ امن اور مفاہمت کا یہ عمل عارضی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا عوام کو تیسری عالمی جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ حلقہ صرف تیسری عالمی جنگ کی پیشگی اطلاع دینے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ اسے خوش آمدید بھی کہتا ہے کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق تیسری عالمی جنگ انقلابات کو جنم دے گی!

اس سے پہلے کہ ہم اس خیال پر بحث کریں کہ تیسری عالمی جنگ کے نتائج کیا ہوں؟ اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے کہ عالمی جنگ کے امکانات موجود بھی ہیں یا نہیں؟

۱۔ آج صورت حال یہ ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں پرامن بقائے باہمی نے نمایا حیثیت حاصل کرلی ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی سامراجی طاقت امریکہ کو سرکاری طور پر پُرامن بقائے باہمی کی پالیسی کو تسلیم کرنا پڑا ہے، حالانکہ ایک طرف تو اس پالیسی سے اجارہ داریوں کے مفادات متاثر ہوتے ہیں دوسرے سرمایہ دار ملکوں کی اندرونی صورتِ حال پر اثر پڑتا ہے اور ترقی پسند قوتیں تقویت حاصل کرتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسی پالیسی جو لینن کی تشکیل دی ہوئی ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کے حامیوں کے دل کو نہیں بھاتی۔ آخر امریکہ اور دیگر سرمایہ دار ملکوں نے کیوں تسلیم کی ہے؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ امن کیمپ کے طاقتور دھارے نے سامراجیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا ہے۔ وہ ویت نام اور کمبوڈیا ہو یا مشرق وسطیٰ ہر محاذ پر جنگ پسند قوتوں کو آزادی اور امن کے شیدائیوں کے ہاتھوں عبرتناک شکستوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔

۲۔ صرف بین الاقوامی تعلقات تک ہی یہ بات محدود نہیں ہے۔ اقتصادی، صنعتی اور فوجی اعتبار سے بھی غیر سرمایہ دار کیمپ روز بہ روز مستحکم ہورہا ہے۔ اگر گذشتہ پانچ برس کے اعداد وشمار کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسل برائے اقتصادی تعاون سے وابستہ ملکوں کی صنعتی پیداوار میں ۹ ، ۷ فی صدی سالانہ اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں میں یہ شرح ۹ ، ۵ فی صدی سے آگے نہیں بڑھی۔ گویا دوسرے الفاظ میں غیر سرمایہ دار کیمپ، صنعتی حیثیت سے

امریکہ برطانیہ، مغربی جرمنی اور فرانس وغیرہ سے آگے نکل چکا ہے۔

۳۔ ایک طرف غیر سرمایہ دار کیمپ کی بڑھتی ہوئی قوت ہے۔ دوسری جانب سرمایہ دارانہ نظام کا عالمی بحران ہے جو روز بہ روز گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ افراطِ زر، گرانی، مالیاتی بحران، بے روزگاری روز کا معمول بن چکی ہے۔ ان مسائل کی وجہ سے ایک طرف تو سرمایہ دار ملکوں میں زبردست انحطاط پیدا ہو گیا ہے۔ دوسری طرف "تیسری دنیا" کے ان ملکوں میں جن کی معیشت عالمی سرمایہ داری سے بندھی ہوئی ہے۔ اقتصادی آزادی کی تحریک ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ ممالک جدید نوآبادیاتی استحصال سے نجات کرنے کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں اور انہیں اہم کامیابیاں بھی حاصل ہو رہی ہیں

۴۔ سرمایہ دارانہ نظام کے عالمی بحران کی وجہ سے سرمایہ دار دنیا میں سماجی تضادات نے بہت شدت اختیار کر لی ہے۔ عوام الناس سراپا احتجاج بن چکے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گذشتہ پانچ برسوں میں جاپان امریکہ اور مغربی یورپ میں ساڑھے بائیس کروڑ مزدوروں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا۔ محنت کش عوام کے نئے جتھے اجارہ دار دشمن جدوجہد میں شرکت کر رہے ہیں۔ تکنیکی کام کرنے والے محنت کش عوام مزدور طبقہ سے یک جہتی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سرکاری ملازمین بھی سڑکوں پر آنکلے ہیں یہ نئی عالمی تحریک کا ایک اہم موڑ ہے۔

۵۔ غیر سرمایہ دار کیمپ کی ایک بڑی کامیابی ایٹمی ہتھیاروں کے عدم استعمال کا معاہدہ ہے جس سے تیسری عالمی جنگ کا خطرہ جو ۱۹۴۵ء سے نوع انسانی پر منڈلا رہا تھا، بڑی حد تک ٹل چکا ہے۔

۶۔ غیر سرمایہ دار کیمپ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں بہت سے خطّوں میں صورتِ حال معمول پر آ رہی ہے اور تنازعات کا فیصلہ عوام دوست قوتوں کے حق میں ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں یورپی سلامتی کی کانفرنس کی کامیابیاں ہمارے سامنے ہیں جس کا ایشیا کی صورتِ حال پر بھی گہرا اثر پڑا ہے۔

۷۔ غیر سرمایہ دار کیمپ کے استحکام کی ایک علامت یہ ہے کہ مشرقی جرمنی اور کیوبا بین الاقوامی افق پر ابھر کر سامنے آتے ہیں پرتگال کی فسطائی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے قبرص کی آمریت نے دم توڑ دیا ہے اور نوآبادیاتی باقیات آخری ہچکیاں لے رہی ہیں۔

۸ دوسری طرف جمہوری تحریکات جو کہ غیر سرمایہ دارانہ جدوجہد کا ایک اہم حصہ ہیں شاندار کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہی ہیں۔ اس ضمن میں فرانس کے حالیہ انتخابات کی مثال دی جا سکتی ہے جہاں غیر سرمایہ دار امیدواروں کو قریباً نصف ووٹ ملے ہیں۔

ان تمام کامیابیوں کو مدنظر رکھا جائے تو بڑے اعتماد کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارا دَور سامراج کی شکست و ریخت کا دَور ہے۔ ایسی صورت میں یہ اندیشہ کہ سامراج کوئی فیصلہ کن کردار ادا کر سکتا ہے، درست نہیں ہے۔ یہ تو وہ وقت ہے جب سامراجیوں کو پے در پے شکستوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے اور نئی ترقی پذیر قوتیں آگے بڑھ رہی ہیں۔

چنانچہ آج کے بین الاقوامی حالات میں عالمی جنگ کے امکانات صرف اُسے ہی نظر آسکتے ہیں جو حقائق سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہے، یا جس کے مفادات جنگ اور کشیدگی سے وابستہ ہیں۔ کوئی بھی ذی شعور اور انسان دوست فرد تیسری عالمی جنگ کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار نہیں کر سکتا۔

اور جہاں تک اس مفروضہ کا تعلق ہے کہ تیسری عالمی جنگ انقلابات کو جنم دے گی تو ایک عام آدمی بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ اس کا نتیجہ انسانیت کی مکمل تباہی تو ہو سکتا ہے "انقلاب" نہیں ہو سکتا اور ایسے "انقلاب" کا کوئی کیا کرے گا جو ساری دنیا کو قبرستان بنانے کے بعد رونما ہو۔!

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے قلم سے

سفر نامہ شیخ الہند رح
مفصل

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ' کا سفرنامہ حجاز و مصر نیز اسارت مالٹا کی ولولہ انگیز روداد، حکومتِ برطانیہ کے خلاف جہادِ آزادی کی ایمان افروز سرگزشت، اسیر مالٹا کے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کی زندۂ جاوید داستان، شیخ الہند کی انقلاب آفریں شخصیت اور حریتِ دین و وطن کا مستند تذکرہ، تاریخ آزادی برصغیر کا درخشاں باب، اسلامی سیاست و فراست اور عزیمت و استقامت کا عظیم المثال مرقع،

مکتبہ محمودیہ
جامعہ مدنیہ کریم پارک
لاہور

خط و کتابت
کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں

حکومت عوام کے منتخب نمایندوں سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کرنے کی مجاز نہیں!

جمہوریت بحال کرانے کے لیے اپوزیشن بھی ملک گیر تحریک چلائے گی : مولانا مفتی محمود مدظلہ

قائدِ حزبِ اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب کی ایک اہم پریس کانفرنس

قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے قائم مقام لیڈر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ جب تک حکومت ۱۶ر فروری کے معاہدے پر عمل نہیں کرے گی اپوزیشن بجٹ اجلاس میں شریک نہیں ہوگی۔ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے رائے دہندگان کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی خواہشات کے عین مطابق اس کا بائیکاٹ کیا ہے کیونکہ ان میں موجود اپوزیشن ارکان کو آزادی کے ساتھ اظہارِ خیال تک کا حق حاصل نہیں۔ مزید برآں عوامی نمائندوں کو کالے قوانین کے تحت جیلوں میں ڈال کر نمائندگی کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ انہوں نے کہا اپوزیشن کو دھمکیوں سے ایوان میں نہیں لایا جاسکتا۔ حکومتی جماعت نے ہمارے خلاف مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اب ہم بھی حکومت کے خلاف مہم چلائیں گے۔ اور اسے یا تو جمہوریت بحال کرنی پڑے گی یا اقتدار سے علیحدہ ہونا ہوگا۔ انہوں نے کہا ہم سے تنخواہوں، الاؤنسوں اور مراعات سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا گیا ہے حالانکہ حزبِ اقتدار کی نسبت حزبِ اختلاف باقاعدگی سے اجلاس میں حاضر ہوتی رہی ہے۔ انہوں نے کہا ۱۶ر فروری کا معاہدہ قطعی باضابطہ طور پر ہوا تھا۔ اسے پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں سنایا گیا اور نہ صرف قبول کیا گیا بلکہ حکومتی پارٹی نے اس میں ترامیم بھی کرائیں۔ مزید برآں وزیراعظم بھٹو اور ان کے وزیر بارہا اس پر عمل کا یقین دلاتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ۲۹ر مئی کو اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹیوں کے آئندہ اجلاس میں آئندہ لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔ اور ۱۴ر-۱۵ر جون کو کشمیر پر قومی کنونشن ہوگی جس میں کشمیر کے حالیہ انتخابات سے پیدا شدہ صورتِ حال پر غور ہوگا۔

انہوں نے بتایا کہ اپوزیشن ایسی تحریک چلانے پر غور کر رہی ہے جس سے موجودہ حکومت کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا جائے گا۔

انہوں نے اخباری نمائندوں میں اسمبلی کی کاروائی کی نقول، تقسیم کیں جس میں حکومت حزبِ اختلاف کے درمیان ہونے والے معاہدے کی تفصیلات مسٹر حفیظ پیرزادہ کی توثیق اور سپیکر کی طرف سے معاہدے کا خیر مقدم شامل ہے۔ مولانا مفتی محمود نے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور کہا کہ حکومت نے وعدوں کے باوجود اس معاہدہ کے سلسلہ میں اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات نہیں کئے جب کہ اپوزیشن کے نمائندے ایوان میں نمائندگی کرنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے مگر حکمران جماعت نے طعنہ دیا ہے کہ اپوزیشن والے رائے دہندگان کی صحیح نمائندگی نہیں کرتے اس لیے انہیں مستعفی ہوجانا چاہیے۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا کہ کیا اپوزیشن کے لیڈروں کو جیلوں میں ڈال کر حکومت نے انہیں نمائندگی کے حق سے جبراً محروم نہیں کیا اور جو لوگ جیلوں سے باہر ہیں انہیں بولنے نہیں دیا جاتا درحقیقت حکومت کو پریشانی ہے کہ اپوزیشن عوام کی نمائندگی کیوں کرتی ہے کیونکہ حکومتی جماعت عوام کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکی۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ تین سال کے دوران اسمبلی میں عوامی مسائل پیش کر کے تحاریک التواء و استحقاق سوالات ترامیم اور دوسرے طریقوں سے عوام کی کتنی نمائندگی کی ہے۔ قوم کی نمائندگی ہاتھ ہلا کر یا تالی بجا کر نہیں ہوتی اور نہ ہی ایوان سے زیادہ غیر حاضر رہ کر ہوتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر نکتہ چینی کی کہ وزیراعظم ایوان کو زیادہ وقت نہیں دیتے۔ کسی جمہوری ملک کا وزیرِ اعظم ایوان سے اتنا غیر حاضر نہیں رہتا کیونکہ اسے پوری قوم کے سامنے جواب دینا ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے وزراء اور سرکاری پارٹی کے ممبروں کو چیلنج کیا کہ وہ اپوزیشن کے ارکان کی حاضریوں سے موازنہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ اگر حکومت غیر حاضر ممبروں کے الاؤنس اور دوسری مراعات ختم کرنے کا بل ایوان میں پیش کرے تو ہم بائیکاٹ ختم کر کے اس بل کی تائید کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے اپوزیشن کے ارکان کے مستعفی ہونے کے حالیہ مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں عوام نے منتخب کیا ہے اس لیے حکومت کو ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرنے کا کیا حق ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ عوام نے اپوزیشن کو نہیں بلکہ حکمران پارٹی کو مسترد کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے چیلنج کیا کہ حکومت اس مسئلہ پر استصواب کروا کر عوام کی پسند کا اندازہ لگا سکتی ہے۔ مگر یہ استصواب ضمنی انتخابات یا آزاد کشمیر کے الیکشن کی طرح کا نہ ہو۔ اور ساری پابندیاں ختم کر کے کرایا جائے۔ مفتی صاحب نے پیش کش کی کہ اب کسی بڑے شہر کے عام جلسے میں لوگوں سے ووٹ لے کر بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ دراصل حکمران طبقہ عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے۔

اپوزیشن کے قائم مقام لیڈر نے ۶؍ فروری کے معاہدے کے بارے میں کہا کہ وزیر اعظم نے ۱۳؍ مئی کو اسمبلی میں اپنی تقریر میں اس معاہدے کے بارے میں کچھ اس قسم کی باتیں کی ہیں کہ یہ معاہدہ ہوا ہی نہیں یا یہ کہ معاہدہ زبانی ہوا اور یہ بھی کہا کہ حالات کے تحت معاہدہ مسترد کر دیا گیا ہے۔ مفتی صاحب نے اس معاہدے کے پس منظر میں کہا کہ ۳۱؍ جنوری کو تخریب کاری کے انسداد کا بل پیش ہوا تھا۔ اس قانون سے عوام کے بنیادی حقوق سلب کئے جا رہے تھے۔ مگر سپیکر نے اس بل پر ترامیم پیش کرنے والے ممبروں کو دو تین منٹ ہی بولنے کی اجازت دی اور یہ اہم بل فوراً منظور کر لیا گیا۔ اس پر اپوزیشن کے ارکان بائیکاٹ کر گئے۔ اس بائیکاٹ کے نتیجے میں اکثریتی پارٹی اور اپوزیشن کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا اس میں حکومتی پارٹی کی طرف سے شیخ محمد رشید ڈپٹی لیڈر وزیر خزانہ محمد حنیف اور پیرزادہ اور اپوزیشن کی طرف سے مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد، چودھری ظہور الٰہی اور خواجہ محمد صفدر شریک ہوئے فریقین کی منظوری سے معاہدے کا متن جاری ہوا۔ جس پر مسٹر پیرزادہ نے متن میں دو تین ترامیم پیش کیں جو ہم نے قبول کر لیں چنانچہ یہ طے پایا کہ پروفیسر غفور احمد اسمبلی میں اور خواجہ محمد صفدر سینٹ میں معاہدہ کا متن پڑھیں گے اور حکومت کے ترجمان اس کی تائید کریں گے۔ ۶؍ فروری کو یہ معاہدہ دونوں ایوانوں میں پڑھا گیا اور دونوں میں پیرزادہ نے اس کی تائید کی۔ سپیکر نے قومی اسمبلی میں اس کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ میں اس پر عملدرآمد کراؤں گا۔

اس مرحلہ پر مولانا نے اسمبلی کے ریکارڈ کی نقول میں سے ضروری اقتباس دکھا'۔ اس میں طے پایا تھا کہ کسی قانون پر بولنے کے لیے اپوزیشن کے ارکان پر کوئی ناروا پابندی عائد نہیں کی جائے گی۔ اپوزیشن ممبروں کے کردارکشی کی پالیسی ترک کر دی جائے گی۔ سوالات، التواء اور استحقاق کی تحاریک سپیکر چیمبرز میں مسترد نہیں کی جائیں گی۔ ریڈیو، ٹی۔ وی اور ٹرسٹ کے اخبارات میں اسمبلی کی صحیح رپورٹنگ ہو گی۔ قواعد و ضوابط میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں گی۔ سیشن کے پروگرام کے بارے میں اپوزیشن سے مشورہ کیا جائے گا۔ مگر ۸؍ فروری کو (معاہدہ کے دو روز بعد) قومی اسمبلی، سینٹ اور سرحد و بلوچستان اسمبلیوں کے اپوزیشن ممبروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ کاروائی خلاف قانون تھی۔ اس خلاف قانون اقدام کے جواز کے لیے اسمبلی کا ملتوی شدہ اجلاس گیارہ فروری کی بجائے دس فروری کو طلب کر لیا گیا۔

انہوں نے مزید کہا ۶؍ فروری کے معاہدے میں یہ بھی شامل تھا کہ مسٹر بزنجو اور دوسرے نظربند لیڈروں کو اسمبلی میں آنے دیا جائے اور حکومت کی طرف سے کہا گیا تھا کہ وزیر اعظم کی باہر سے واپسی پر اس پر غور کیا جائے گا۔ مگر ان نظربندوں کو باہر لانے کی بجائے اسمبلی کے اندر کے ممبروں کو بھی نظربند کر دیا گیا۔ مفتی صاحب نے مزید کہا کہ دس فروری کو اس قانون میں ترمیم کر کے اسے ۸؍ فروری سے لاگو کیا گیا۔ اور اس طرح سے اپنے غلط اقدام کو جائز بنانے کی کوشش کی گئی۔ معاہدے کی اس صریحاً خلاف ورزی پر اپوزیشن نے بارہ فروری کو سیشن کا بائیکاٹ کر دیا جس کے ۴؍-۵؍ مارچ کو مسٹر پیرزادہ نے اپوزیشن سے بات کی اور ۸؍ مارچ کو بھٹو صاحب کے ساتھ وزیر اعظم ہاؤس میں تین گھنٹے تک مذاکرات ہوئے۔ پھر ۲۷؍ مارچ کو شاہ فیصل کے جنازے سے واپسی پر طیارے میں بھٹو صاحب نے مجھ سے بات کی اور یہ طے پایا کہ تین چار دن بعد اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر کے بات چیت کی جائے گی۔ اور تمام معاملات طے کر لیے جائیں گے۔ مگر اس پر بھی عمل نہ ہوا۔ اس کے بعد ۱۳؍ مئی کو سپیکر صاحب کی قیام گاہ میں ایک غیر رسمی ملاقات ہوئی جس میں مسٹر پیرزادہ، پروفیسر غفور احمد اور چودھری ظہور الٰہی بھی موجود تھے۔ اس موقع پر انہوں نے وعدہ کیا کہ ۶؍ فروری کے فیصلے پر عمل ہو گا۔ مگر وزیر اعظم کے ساتھ بات کر کے بتایا جائے گا۔ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔

غرناطہ ریسٹوران ایرکنڈیشنڈ = جہلم
عمدہ ماحول
عمدہ سروس

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

رپورٹ: علی احمد جامی

جماعتی کارکنوں سے چند ضروری باتیں

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے زیرِ اہتمام کارکنوں کے لیے دو روزہ تربیتی کیمپ ۲۵، ۲۶، مئی کو دارالعلوم فیض الاسلام اڈہ تتلے عالی تحصیل گوجرانوالہ میں لگایا گیا جس میں ضلع بھر سے کارکنوں نے شرکت کی۔

تربیتی کیمپ کی پہلی نشست ۲۵، مئی بروز اتوار ظہر کے بعد زیر صدارت مولانا محمد حنیف مسندہ ورکاں شروع ہوئی۔ امیر ضلع حضرت مولانا محمد سرفراز خان نے "کارکنوں کے اوصاف" کے موضوع پر خطاب فرما کر تربیتی کیمپ کا افتتاح کیا۔ آپ کے بعد ضلعی ناظم ڈاکٹر غلام محمد نے ضلع میں تنظیمی کارگزاری پر روشنی ڈالی۔ دوسری نشِست اسی روز بعد نمازِ عشاء مولانا امیر حسین کوہلووالہ کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی جس میں مولانا فضل رازق امیر تحصیل گوجرانوالہ نے "تاریخِ اسلام" اور صوفی حسین احمد ناظم ضلع نے علماء حق اور جنگِ آزادی کے موضوع پر خطاب کیا۔ تیسری نشِست ۲۶، مئی بروز پیر صبح ۸½ مولانا فضل رازق کی صدارت میں ہوئی جس میں مولانا محمد یوسف رحمانی ناظمِ اعلیٰ تحصیل گوجرانوالہ نے "عقائد و فرائض" مولانا زاہد الراشدی ناظم نشر و اشاعت مرکزی نے "دوسری جماعتوں کے ساتھ ہمارے اختلافات" مولانا گل محمد توحیدی سالارِ ضلع نے "ہماری تنظیمی ذمہ داریاں" اور مولانا فیض محمد رام گڑھ نے "تبلیغ کا طریقِ کار" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ چوتھی نشِست بعد نماز ظہر صوفی حسین احمد کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی جس میں حافظ عبدالواحد ناظم تحصیل حافظ آباد نے "تحصیل حافظ آباد میں جمعیۃ کی کارکردگی" اور علامہ محمد احمد لدھیانوی ناظم عمومی ضلع نے "انتخابات میں کارکنوں کی ذمہ داریاں" پر خطاب کیا۔ پانچویں نشِست بعد نماز عشاء دارالعلوم کی جامع مسجد میں جلسہ عام کی صورت میں زیرِ صدارت مولانا محمد حنیف منعقد ہوئی جس میں علاقہ بھر کے بے شمار مسلمانوں نے شرکت کی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا زاہد الراشدی، صوفی حسین احمد، مولانا محمد یوسف رحمانی، مولانا مفتی رشید احمد ساروکی اور مولانا گل محمد توحیدی نے جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ "کارکنوں کے اوصاف" کے عنوان پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کا تبلیغی خطاب اس کیمپ کا ماحصل تھا۔ آپ کے گرانقدر ارشادات کے اہم حصے قارئین ترجمان اسلام کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلام کی سربلندی، اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور کفر و الحاد کی بیخ کنی کیلئے سرگرم عمل ہے۔ اس لیے اس حق پرست جماعت کے کارکنوں کو اہم اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور کچھ اوصاف ایسے ہیں جن کے بغیر جمعیۃ کے کارکن ملک و قوم اور جمعیۃ کی صحیح خدمت سرانجام نہیں دے سکتے۔

پہلی بات جو جمعیۃ علماء اسلام کے ہر کارکن میں ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ کارکن کو جمعیۃ کے نظریات، عزائم اور پروگرام پر دل کی گہرائی کے ساتھ کامل یقین ہو اور وہ یقین و شعور کے ساتھ یہ بات سمجھتا ہو کہ اسلام ہی زندگی کے تمام معاملات میں ہماری راہنمائی کرتا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی پابندی ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ کارکن کا شعور اس بنیادی عقیدہ پر جتنا پختہ اور یقین جس قدر مستحکم ہوگا اسی قدر اعتماد کے ساتھ وہ اپنے پروگرام کو دوسرے لوگوں کے ساتھ پیش کر سکے گا۔ کارکن کے لیے دوسری بات یہ ضروری ہے کہ جس مقصد اور پروگرام کی وہ دعوت دے رہا ہے اس کی عملی زندگی میں وہ پروگرام نافذ ہو۔ کارکن کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بول چال، کاروبار، وضع قطع، غرضیکہ تمام زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ جس قدر وہ خود اپنے پروگرام پر عمل کرے گا اس کی دعوت اتنی ہی مؤثر ہوگی اور اس کی زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ پروگرام پر اس کا عمل بجائے خود ایک عملی دعوت کا کام کرے گا۔ اس کے برعکس اگر کارکن کا خود اپنی دعوت پر عمل نہیں تو اس کی دعوت نہ صرف یہ کہ غیر مؤثر ہوگی بلکہ لوگوں کے استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنے گی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن کے لیے تیسری بات یہ

ضروری ہے کہ وہ مخالفین کے پراپیگنڈہ سے کوئی اثر قبول نہ کرے اور نہ دل میں شیطانی وسوسوں کو قرار پکڑنے کا موقع دے۔ اس ضمن میں ایک بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دل میں بسا اوقات اچانک وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن محض وسوسہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس کو قبول کر لیا تو قابلِ گرفت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ہمارے دل و دماغ میں ایسے وسوسے آجاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کی بجائے ہم آگ میں جل مرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا کیا واقعی تمہیں ایسے وسوسوں سے سابقہ پڑتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذاک صریح الایمان۔ یہ تو صریح الایمان ہے۔ اس کی تعبیر شراح حدیث نے دو طرح کی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ وسوسہ کا آنا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ کیونکہ چور اس گھر میں نقب لگاتا ہے جہاں کچھ دولت ہو۔ شیطان کا کسی کے دل میں وسوسہ پیدا کرنا اس دل میں ایمان کی موجودگی کی دلیل ہے اور بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ ان وسوسوں کے خلاف نفرت اور ان کے اظہار کی بجائے جل مرنے کو پسند کرنے کا جذبہ ایمان کی علامت ہے بہرحال خالی وسوسہ پر گرفت نہیں ہوتی۔ لیکن ایسے وسوسہ کو دل میں جگہ پکڑنے کا موقعہ نہیں دینا چاہیے بعض دفعہ کچھ زبان آور، باتونی اور لسان قسم کے لوگ اپنی گفتگو کے زور سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کارکن کو کسی وسوسہ اور پراپیگنڈہ سے متاثر ہوئے بغیر اپنا کام جاری رکھنا چاہیے۔ چوتھی بات کارکن کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسے اپنے پروگرام کی ضروری تفاصیل اور مخالفین کے اعتراضات و سوالات اور ان کے جوابات کا علم ہو۔ ہر کارکن کو اپنی بساط اور استعداد کے مطابق ضروریاتِ دین اور جمعیۃ کے پروگرام کی ضروری تفصیلات کا علم ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے پروگرام اور اسلام کے نظام کو پورے اعتماد کے ساتھ ہر مجلس میں پیش کر سکے اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے سکے۔

پانچویں بات کارکن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے مشن اور پروگرام پر ثابت قدم رہے۔ خوف یا لالچ اسے اپنے عظیم مشن سے ہٹا نہ سکے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

افلا ینظرون الی الابل
کیف خلقت ۝ والی السماءِ
کیف رفعت ۝ والی الجبال
کیف نصبت ۝ والی الارض
کیف سطحت
فذکر انما انت
مذکر ۝ (الغاشیہ)

ترجمہ: "کیا نہیں دیکھتے وہ اونٹ کو کہ وہ کیسے پیدا کیا گیا اور آسمان کو کہ وہ کیسے بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کہ وہ کیسے ٹکائے گئے ہیں اور زمین کو کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے۔ پس آپ نصیحت کریں آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔"

ان آیات کے ضمن میں یہ سوال کیا گیا کہ نصیحت و تبلیغ کے ضمن میں اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ ان چیزوں کی تبلیغ و نصیحت کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ مفسرین کرام نے جواب دیا ہے کہ ان چیزوں کا تبلیغ دین کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ان چیزوں میں جو خصوصی صفات ہیں وہ دین کا کام کرنے والے ہر کارکن میں ہونی چاہییں۔ اونٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جفاکش ہے۔ سردی گرمی کو برداشت کرتا ہے۔ بھوک پیاس کو برداشت کرتا ہے اور کئی دن تک بھوکا پیاسا رہ کر بھی سفر جاری رکھتا ہے۔ جنگل ہو یا صحرا، گرمی ہو یا سردی وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ دین کے کارکن کو بھی اونٹ کی طرح جفاکش ہونا چاہیے۔ کہ وہ بھوک پیاس گرمی سردی اور جنگل صحرا کی پرواہ کیے بغیر اپنے مشن کو جاری رکھے۔ اونٹ میں ایک وصف انقیاد و اطاعت کا بھی ہے۔ اونٹوں کی قطار کی ناکوں میں نکیل ڈال دی جائے اور رسی ایک بچے کے ہاتھ میں دے دی جائے وہ پوری قطار بلا حیل و حجت ایک بچے کے پیچھے چلے جائے گی۔ کارکن کو بھی اپنے قائد کی اسی طرح اطاعت کرنی چاہیے۔

آسمان میں بلندی کا وصف ہے۔ دین کا کام کرنے والے مبلغ اور کارکن کا حوصلہ اور عزم آسمان کی طرح بلند ہونا چاہیے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی مفادات کی قطعاً پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

پہاڑ کا وصف یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ کوئی آندھی، طوفان یا سیلاب اسے اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ کارکن کو بھی اپنے مشن پر اس قدر ثابت قدم ہونا چاہیے کہ مصائب، آلام، ابتلاء اور حرص کی کوئی آندھی اسے اپنی جگہ سے ہلانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

زمین کا وصف یہ ہے کہ وہ متواضع ہے کارکن کو بھی اسی طرح متواضع اور منکسر المزاج ہونا چاہیے، اس کی گفتگو میں نرمی چال ڈھال میں انکسار ہونی چاہیے۔ غرضیکہ کارکن کو جفاکشی، بلند حوصلگی، ثابت قدمی

منکسر المزاجی کا مجسمہ ہونا چاہیے۔ چھٹا وصف جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن میں یہ ہونا چاہیے۔ کہ وہ اپنے مشن اور پروگرام کے بارے میں زبانی جمع وخرچ کی بجائے عملی کام کرے اور اس عمل کو دوسرے تمام کاموں پر ترجیح دے اگر ذاتی اور دنیاوی کاموں میں کوئی حرج بھی ہو تو اسے برداشت کرلے لیکن جماعتی کاموں میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمی نہ آنے دے۔ اور اپنے مشن کے لیے آرام کا خیال رکھے بغیر جان توڑ کر محنت کرے۔ ہمارے محترم استاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک بار بخاری شریف کے سبق میں ہمیں ایک نصیحت فرمائی تھی کہ نوجوان ساتھیو! ایک سبق یاد رکھو کہ اپنا آرام دنیا میں حاصل کرنے کی بجائے مرنے کے بعد کے لیے چھوڑ دو۔ دنیا میں جتنی محنت کروگے اور جس قدر تکلیف اٹھاؤگے مرنے کے بعد اتنا ہی آرام نصیب ہوگا۔ اور درجات بلند ہوں گے۔

اس لیے جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کو کام کا فکر زیادہ کرنا چاہیے۔ جمعیۃ کو فعال کارکنوں کی ضرورت ہے اور اگر ایک ضلع میں چار افراد بھی صحیح معنوں میں کام کرنے والے ہوں تو وہ بہت بڑی قوت ہیں۔

ساتویں صفت جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں میں یہ ہونی چاہیے کہ اسے اپنے قائدین اور بزرگوں پر مکمل اعتماد ہو۔ مسائل و معاملات کو اپنے ذہن کی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے قائدین کے ارشادات وہدایات پر عمل کرے اور ان پر اعتماد کرے۔ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دینی وسیاسی معاملات میں جتنی بصیرت ہمارے بزرگوں اور اکابر کو عطا فرمائی ہے اور اسلاف و اکابر نے برِّصغیر میں ملّتِ اسلامیہ کی جتنی مخلصانہ ومجاہدانہ دینی و سیاسی خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ کسی اور کے حصّہ میں نہیں آئیں اس لیے ہر کارکن کو چاہیے کہ وہ جماعتی قائدین پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی راہ نمائی میں کام کرے اور جماعتی فیصلوں کو مقدم سمجھے کیونکہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ید اللہ علی الجماعۃ" اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ جماعتی فیصلوں میں برکات ہوتی ہیں۔

آٹھویں بات جو جمعیۃ علماء اسلام کے ہر کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ عہدہ کی لالچ نہ کرے، کوئی عہدہ طلب نہ کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کوئی عہدہ خود طلب کیا اللہ تعالیٰ کی خصوصی امداد اس سے دور ہٹ جاتی ہے اور جسے طلب کیے بغیر اہلیّت کی بنا پر بزور عہدہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اس کی معاون ومددگار ہوتی ہے اس لیے جمعیۃ کے ہر کارکن کو عہدہ کی لالچ یا پرواہ کئے بغیر جماعتی خدمات سرانجام دینی چاہییں۔

نویں بات جو جمعیۃ علماء اسلام کے ہر کارکن کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کو خدا کی رضا کے لیے فی سبیل اللہ جہاد یقین کرتے ہوئے جاری رکھے خدا کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد یقیناً جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس راستہ میں اٹھائے ہوئے ہر قدم پر کم از کم سات سو نیکیاں اور خرچ کئے ہوئے ہر پیسہ پر کم از کم سات سو گنا اجر ملتا ہے۔ دسویں بات ہر کارکن کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ اقتدار اور کرسی کو مقصد نہ سمجھے بلکہ اسے حصولِ مقصد کا ذریعہ سمجھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد اقتدار نہیں ہے بلکہ وہ اپنے مقصد کے حصول یعنی ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ آج کے دور میں کسی نظام کے نفاذ کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اس مقصد کے حصول کے بغیر اقتدار کی ہمیں قطعاً ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے صوبہ سرحد میں وزارتِ اعلیٰ کے دوران مرکزی حکومت کی بار بار مداخلت کے باوجود بلیسیوں اسلامی اصلاحات نافذ کیں اور جب مرکز کی مداخلت حد سے زیادہ بڑھ گئی اور اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے جدوجہد مشکل ہو گئی تو مفتی صاحب وزارتِ اعلیٰ کو ٹھکرا کر پھر عوامی میدان میں آگئے یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ محض اقتدار اور کرسی جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد نہیں بلکہ اصل مقصد ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ہے۔

ان دس ضروری امور کے علاوہ ہر کارکن کو ان بُرے اوصاف سے بچنا چاہیے جن سے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور جو ایک دینی کارکن کے شایانِ شان نہیں۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی چار نشانیاں ہیں ۱۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ کارکن کو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہر بات میں سچائی کو مدِّنظر رکھنا چاہیے ۲۔ منافق جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا۔ کارکن اور مبلغ کو کسی حال میں بھی وعدہ خلافی نہیں کرنی چاہیے یہ بات اس کے مشن اور پروگرام کے لیے نقصان دہ ہے ۳۔ منافق کی تیسری نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ کارکن کو خیانت سے بچنا چاہیے۔ امانت ہر معاملہ میں ضروری ہے۔ علم میں امانت کہ مسئلہ بالکل صحیح بیان کرے۔ مشورہ میں

مولانا منیر احمد صاحب

کھوڑ پکا

اسلام میں معاشیات کی اہمیت

قومی خزانے کا مصرف

قومی خزانے میں دو علیحدہ علیحدہ حدیں قائم کرنا پڑتی ہیں۔ ایک حد وہ جس میں خراج جزیہ اور ماہانہ یا سالانہ ٹیکس جمع کیا جاتا ہے۔ اس کا اولاً مصرف مسلمانوں کے مشترکہ مقاصد ہوتے ہیں، یعنی محکمہ صحت، محکمہ تعلیم، محکمہ آب رسانی محکمہ مواصلات، محکمہ ڈاک، محکمہ پولیس، محکمہ فوج ان سب محکمہ جات کے افسروں کی تنخواہیں اور دیگر اخراجات اسی مد سے پورے کیے جاتے ہیں ہاں ان اخراجات سے اگر کچھ رقم بچ رہے تو اس بجٹ کو ضرورت مندوں کی نجی ضرورتوں میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔

دوسری مد وہ ہے جس میں مالِ غنیمت کا خمس فئ زکوٰۃ اور عشر کیا جاتا ہے۔ اس کا مصرف پہلے درجے میں وہ مستحقین ہیں جن کی قرآنِ کریم کی اس آیت میں تفصیل بتائی گئی ہے:

> انما الصدقات للفقراء
> والمسٰکین والعاملین
> علیہا والمؤلفۃ قلوبہم
> وفی الرقاب والغارمین
> وفی سبیل اللہ وابن
> السبیل۔ (القرآن)

آیت کا حاصل یہ ہے:

> " صدقات کے حق دار یہ لوگ ہیں: فقراء اور وہ لوگ جن کی قوتِ کسب جواب دے چکی ہو اور وہ لوگ جو محکمہ صدقاۃ پر مامور ہوں اور تالیفِ قلوب کے لیے اور غلاموں کو آزاد کرانا اور مقروض اور وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں سفر پر نکلے ہوئے ہوں "

اس میں فوج اور وہ طلباء جو گھر سے دور نکل کر دینی علم حاصل کر رہے ہوں داخل ہیں۔ اور مسافر جو اگرچہ اپنے گھر میں تو امیر کبیر ہو مگر سفری حالت میں ضرورت مند ہو اور اگر مستحقین کی ضرورت سے کچھ مال بچ جائے یا بیت المال میں سوا اس مد کے سرمایہ کے دوسرا مال موجود نہ ہو اور مشترکہ مقاصد پر خرچ کی ضرورت درپیش ہو تو ان خاص حالات میں ایک خاص طریقہ کے تحت اس دوسری مد کے مال کو ان مشترکہ مقاصد میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن صدر وزیر کے لیے علیحدہ ہزاروں کی تعداد میں حفاظتی فوج منظم کرنا اور جس راستے سے اس صاحب بہادر کا گذر ہو اس پر نمائشی و حفاظتی انتظامات کے لیے ملکی سرمایہ کو پانی کی طرح بہا دینا اور جس کرسی پر یہ صاحب چند لمحے جلوہ افروز ہوں اس پر ہزاروں روپے لگا کر اس کو دلہن کیطرح سنوارنا یہ ہرگز قومی مال کا مصرف نہیں ہے پھر ستم بالائے ستم یہ کہ جب غریب اور غریب کے بچے پیٹ بھرنے کے لیے سوکھی روٹی کو ترس رہے ہوں، ان کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہ ہو اور سر چھپانے کے لیے گھاس کا چھپر تک میسر نہ ہو، بیمار ہوں تو آنسو بہا کر دل کا بوجھ ہلکا کر لینے کے سوا کچھ نہ کر سکیں۔ ان حالات میں بلند و بالا تعمیرات اور سرکاری بنگلے و دفاتر بنا کر آرائشی سامان سے مزین کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

آخر جہاں دس ہزار کے ایک کمرے سے کام چل سکتا ہو، وہاں ایک لاکھ خرچ کر کے فلک بوس کوٹھی بنانے کا کیا جواز ہے اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ کیا جب ایک غریب کو بھوک ستائے تو کیا وہ مینارِ پاکستان کی دیواریں چاٹا کرے اور جب اس کے بچے بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر اس کو روٹی کے لیے ستائیں تو وہ ان کو مطمئن کرنے کے لیے علامہ اقبالؒ کے مزار کی دیواریں دکھا دیا کرے اور اگر بیمار ہو جائیں تو فلک شگاف ایوانوں کی دلکشی و دلفریبی و طرب انگیزی ان کو شفا بخش دے گی اور اگر بھارت کی طرف سے حملہ ہو جائے تو کیا مینارِ پاکستان پر چڑھ کر یا اس کا واسطہ دے کر دفاع کیا جائے گا؟

قومی مال کے صرف اور صرف دو مصرف ہیں، مسلمانوں کی مشترکہ ضرورتیں اور اہل حاجت کی نجی ضرورتیں اور کروڑوں روپے کی تعمیر کردہ مزاروں اور ایوانوں کی اونچی اونچی عمارتیں، نہ تو یہ مشترکہ ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کی نجی ضرورت تو اس پر قومی مال کیوں برباد کیا جاتا ہے۔؟

یقین مانیے، بھوکوں، بیماروں اور بے سہارا لوگوں کو تڑپا کر ان کو خون کے آنسو رُلا کر محض دیواروں پر قومی خزانے کے تھوپ دینے سے ان روحوں کو خوش نہیں کیا جا سکتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جو سرمایہ عمارتوں کی نمائش پر لگایا جا رہا ہے، اس کے ذریعہ سرکار محکموں، خاص طور پر محکمہ صحت و تعلیم کی اندرونی خامیوں کو دُور کر کے اہل کاروں کی مشکلات دور کی جاتیں اور فرائض کی انجام دہی کی حد تک ان کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل کی فراوانی کر کے ان کو اعلےٰ کارکردگی کا موقع فراہم کیا جاتا اور اگر سوچا جائے تو فلک بوس سرکاری عمارتیں اور ارکان حکومت کی عیاشانہ زندگی میں ایک اور نقصان بھی ہے، کیونکہ جب گورنر، وزیر، کمشنر اور مختلف محکموں کے ڈائریکٹر اور دوسرے بڑے بڑے آفیسر نہایت فاخرانہ لباس میں ملبوس، عالی شان عمارتوں میں کبر و رعونت سے بھرا ہوا دماغ لے کر کام کرنے بیٹھیں گے تو ایک سیدھا سادھا مسلمان کیسے ان تک رسائی حاصل کر کے حق طلبی کر سکتا ہے؟ آفیسروں کا یہ طرزِ زندگی اہلِ حقوق کی حق طلبی میں ایک مستقل رکاوٹ ہے۔ اسی لیے جب خلیفۂ ثانی عمر فاروقؓ کو اطلاع ملی کہ سعد ابن وقاصؓ نے کوفہ میں ایک عالی شان مکان تعمیر کرایا ہے تو آپ نے اس کو اہل حاجت کے لیے روک سمجھتے ہوئے مسلم بن محمد کو مامور کیا کہ جاؤ اور اس مکان کو آگ لگا دو۔ چنانچہ آپ کے اس حکم کی تعمیل ہوئی اور سعد بن وقاصؓ چپکے بیٹھے دیکھتے رہے۔

صرفِ دولت کے متعلق اسلام کی ہدایات:

قومی خزانے حکومت کے پاس عوام کی ایک امانت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو بے قاعدہ و بے تحاشا بے جا خرچ کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اس نے اس قومی امانت کے خرچ کرنے کے بارے میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے اور اس سلسلے میں چند واضح ہدایات دی ہیں۔

۱۔ ارکان حکومت کا معیارِ زندگی۔

ارکان حکومت سے مراد صدر، وزیر، ارکانِ اسمبلی اور افسران بالا ہیں۔ ان کے لیے اسلام ایک سادہ طرز زندگی کو پسند کرتا ہے اور اسی کی ترغیب دیتا ہے، لیکن سادگی کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ پھٹے پرانے، میلے کچیلے کپڑوں میں قابلِ رحم شکل بنا کر کام کریں اور رات کو ایک عفونت زدہ گودڑی پر لیٹ جائیں، بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ایسی شاہانہ اور عیاشانہ زندگی کہ تن ڈھانپنے کے لباس، رہائش کے لیے کوٹھیوں کی تعمیر، گھر کے آرائشی سامان فرنیچر، قالین، صوفہ سیٹ کھانے پینے کے برتنوں کے علاوہ زائد برتن اور عطریات و میک اپ پر لاکھوں روپے خرچ کرنا اور رقص و سرور کی محفلیں رچانا، میخانہ میں شراب نوشی کر کے منہ غلیظ کرنا اور دعوتوں و ضیافتوں پر ہزاروں روپے لٹانا، اسلام اس صورت حال کو ایک لمحہ کے لیے بھی گوارہ نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تو آفیسروں کی اس عیاشی کی زندگی کو معیار بنا کر اتنی زیادہ تنخواہیں مقرر کی جائیں جن سے یہ سب عیاشیاں پوری ہو سکیں، تو اس کی نہ تو شرعاً اجازت ہے اور نہ ہی عقل اس کی اجازت دے سکتی ہے اور اگر تنخواہیں تو ملتی ہوں ضروریاتِ زندگی کے معیار پر، مگر ارکان حکومت زندگی گذاریں شاہانہ و عیاشانہ، تو یہ عیاشی کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے قومی خزانے میں خیانت کرنے اور رشوت لینے پر مجبور پھر یہ ان کی عیاشی اور خیانت و رشوت ستانی صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہے گی بلکہ ان کو دیکھ کر ان کے ماتحت ملازمین کی رال ٹپک پڑے گی، وہ بھی اسی راستے پر چل نکلیں گے اور جب افسران بالا سے لے کر افسران زیریں تک سبھی اسی عیاشیوں و خواہشوں کو مقصد اور قومی خزانے کا مصرف بنا کر زندگی بسر کریں گے تو یہ کب اپنے فرائضِ منصبی دیانت داری کے ساتھ ادا کر سکیں گے؟ پھر ایسی حکومت کو زوال کیوں نہ گھیرے اور کیوں نہ اس کی چولیں ڈھیلی پڑ جائیں۔ اسی لیے اسلام نے کارکنان حکومت کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ ان کے لیے ہدایات جاری کر کے، ان کو سادہ طرز زندگی پسند کرتے بلکہ اپنانے کا قانوناً پابند کیا ہے۔ اس سلسلہ میں شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نمونہ پیش کیا ہے اس پر تو کوئی فاروق اعظمؓ ہی چل سکتا ہے۔ ورنہ مشکل ہے۔ آپ نے دعا کی:

اللھم احینی مسکینا و
امتنی مسکینا واحشرنی
مع المساکین

ترجمہ: "اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھیو اور مسکینی کی حالت میں موت دیجیو اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کیجیو۔"

لیکن آپ نے حکومت کے دیگر اہلکاروں کے لیے یہ قانون جاری فرمایا:

من کان لہ عاملا فلیکتسب
زوجۃ فان لم یکن لہ خادما
فلیکتسب خادما وان لم
یکن لہ مسکنا فلیکتسب
مسکنا ومن اتخذ غیر
ذالک فھو خائن او سارق

(ابوداؤد)

ترجمہ: جو ہمارا ملازم ہو، اگر اس نے شادی نہ کی ہو تو شادی کرے اور اگر اس کے پاس کوئی خادم نہ ہو تو خادم رکھ لے اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان بنوا لے۔ جو اس

حد سے آگے بڑھے وہ خائن یا چور ہے ۔“

اس فرمان میں آپؐ نے حکومت کے اہل کار لوگوں کے لیے صرف ضروریاتِ زندگی کے اخراجات کی حد تک قومی خزانے سے خرچ کرنے کی اجازت دی ہے اور زائد از ضرورت خرچ کرنے کو خیانت اور سرقہ (چوری) قرار دیا ۔

خلیفہ اوّلؓ بھی ضروریاتِ زندگی کے معیار پر وظیفہ لیتے رہے اور اپنے ملازمین کو دیتے رہے ۔ خلیفہ دوئمؓ نے تو اس پر سختی سے عمل درآمد کیا، آپ نے ایک دفعہ فرمایا :

والرجل و حاجته فی الاسلام ۔

ترجمہ : (معاوضہ میں) آدمی کی جائز ضرورتوں کو دیکھا جائے گا اور ایک اور موقع پر فرمایا :

والرجل و عیاله فی الاسلام ۔

ترجمہ : اسلام میں (معاوضہ بندی کی خاطر) آدمی جس کنبہ کی کفالت کرتا ہے اس کا اعتبار کیا جائے گا ۔

۲ اسراف ۔

سلام ایک طرف تو مال و دولت کو ثمنِ قلیل (حقیر دولت قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اس کے ایک ایک پیسہ کو بے جا خرچ کرنے پر گرفت کرتا ہے ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہوسِ مال اور زر پرستی کی زندگی کے جو بھیانک اور اخلاق سوز مہلک نتائج ہیں، اسلام نے دنیاءِ انسانیت کو ان سے بچانے کے لیے دلوں سے مال کی محبّت و عظمت کے نکالنے کی مختلف تدبیریں کی ہیں ۔ وہ دنیا طلبی کی ایسی تصویر کھینچتا ہے کہ جس سے دلوں میں مال کی قدر و قیمت بڑھنے کے بجائے کم ہوتی ہے کہیں تو مال کو نارِ جہنم قرار دیتا ہے، کہیں یہ تنبیہ کرتا ہے کہ مال جمع کرنے والے لوگوں کے پہلوؤں کو خود انہی کے مال سے داغا جائے گا ۔ قیامت کے روز ان کے گلے کا طَوق بنے گا اور سانپ بچھو کی شکل اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو جواب محبت کے طَور پر ڈسے گا ۔ اسی لیے اسلام نے ان تمام اسباب کو حرام قرار دیا جو انسان کو دنیا طلبی کی زندگی کی طرف کھینچتے ہوں منجملہ ان اسباب کے اسراف بھی ایک بہت بڑا سبب ہے، کیونکہ اسرافی زندگی میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ سے مال آیا اور دوسرے ہاتھ سے گیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں روپے غائب بعض اوقات تو اصلی ضرورتیں دھری رہ جاتی ہیں اور مال ختم ہو جاتا ہے ۔ پھر اس مسرفانہ زندگی میں کچھ رذیل اور بُری عادتیں پڑ کر طبیعت میں اس طرح جڑ پکڑ جاتی ہیں کہ اس کی مالی آمد کی رفتار اس کے اسراف کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو وہ دل میں ہوسِ مال کا جذبہ لے کر زیادہ سے زیادہ مال حاصل کرنے کے لیے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ یہی اسراف اور اس سے پیدا شدہ بری عادتیں، جیب تراشوں، چوروں ڈاکوؤں اور رشوت خوروں اور عصمت فروشی کے مختلف گروہوں کو جنم دیتی ہیں ۔ اس لیے اسلام نے اسراف کو حرام قرار دیتے ہوئے حکم دیا کہ : ”کلوا واشربوا ولاتسرفوا“ کھاؤ اور پیؤ اور اسراف مت کرو ۔ یہ حکم جیسا کہ افراد کو شامل ہے اسی طرح ایک سوسائٹی اور جماعت بلکہ حکومت کو بھی شامل ہے ۔ اور یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حکومت قوم کی نمائندہ ہونے کی وجہ سے قومی مال کو قوم کی مشترکہ ضرورتوں یا اہل حاجت کی نجی ضرورتوں پر صرف کر سکتی ہے اس کے علاوہ حکومت جو خرچ کرے گی وہ اسراف کے دائرہ میں شمار ہو گا ۔ اگر مذکورہ بالا اسلامی حکومت کی مالیاتی پالیسی، قومی خزانے کے ذرائع آمد اس کا مصرف اور صرف مال کے بارے میں اسلام کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق حکومت کی داغ بیل ڈالی ہوئے تو انشار اللہ حکومت ایسی روز افزوں مثالی ترقی کرے گی ۔ جو دنیا کے لیے ایک نمونہ ثابت ہو گی ۔ ان اصولوں کی حامل حکومت کا مقروض ہونا اور گوناگوں مالی مشکلات میں مبتلا ہونا تو کجا ان مشکلات کا تصوّر بھی مشکل ہے ۔

مالی مشکلات کا اسلامی حل

تاہم اگر بدقسمتی سے اگر کسی وقت اسلامی حکومت کی مالی تنگی کا شکار ہو جاتے تو اسلام نے اس کا یہ حل پیش کیا ہے کہ ملک کے اہل ثروت و دولت مند طبقہ پر ہر ایک کے حسبِ توفیق ہنگامی طَور پر ٹیکس لگا کر مالی تنگی کو دُور کیا جائے اور دولت مند طبقہ پر اس ٹیکس کا ادا کرنا، اسی طرح واجب ہوتا ہے جس طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے ۔

بقیہ جماعتی کارکنوں سے

امانت کہ جذبات دیانت داری کے ساتھ مفید سمجھے اسے شوریٰ میں بیان کرے اور اپنی دیانتدارانہ رائے کو نہ چھپائے ۔ عہدہ میں امانت کہ اسے جو ذمہ داری سونپی جائے اسی پوری دیانتداری کے ساتھ پورا کرے اور فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے اور مال میں امانت کہ جماعتی مال کو امانت سمجھے اس میں خیانت نہ کرے بے جا خرچ نہ کرے ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرے اور ایک ایک پیسہ کی حفاظت کرے ۔ ۴ منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ جب جھگڑا کرتا ہے تو گالیاں بکتا ہے ۔ کارکن کو بے ہودہ گفتگو اور گالی گلوچ سے پرہیز کرنا چاہیے ۔ بسا اوقات مخالفین سے گفتگو کی نوبت آتی ہے ۔ بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ دلائل اور معقولیت کی بنیاد پر گفتگو کرنی چاہیے اور سخت گوئی بیہودہ گفتگو اور گالی گلوچ سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک دینی کارکن کے شایانِ شان نہیں ہے ۔

یہ چند ضروری باتیں کارکنوں کی خدمت میں عرض کر دی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

گلستان کے علاقے کو بجلی مہیا کی جائے

محمد زمان خان اچکزئی

ڈاکٹر شبیر احمد کو فوراً رہا کیا جائے

سید نیاز احمد شاہ گیلانی

گلستان: بلوچستان) ۲۳/ مئی ۱۹۷۵ء جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان و سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ ان کے ساتھ وفاقی حکومت نے علاقہ گلستان منزائی اور قلعہ عبداللہ کے دیہاتوں کو مالی سال ۱۹۷۴/۷۵ء میں بجلی مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا، مگر صوبائی حکومت نے علاقہ گلستان کو بجلی مہیا کرنے کی منظوری نہیں دی۔ حالانکہ علاقہ گلستان پیداواری لحاظ سے بہت زیادہ مستحق ہے۔ وہاں پر سینکڑوں ٹیوب ویل موجود ہیں اور ہزارہا ایکڑ اراضی زیر کاشت آسکتی ہے۔ محکمہ واپڈا بلوچستان کے افسران نے رشوت لے کر دوسرے علاقوں کو بجلی مہیا کرنے کی منظوری صوبائی حکومت بلوچستان سے حاصل کی اور اس طرح سے علاقہ گلستان کو نظر انداز کرکے سخت حق تلفی اور بے انصافی کا ثبوت دیا ہے۔

انہوں نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے صوبائی حکومت بلوچستان سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ عنایت اللہ کلریز، گلستان کلریز، کمی سید لاجور، عبدالرحمٰن زائی، حبیب زائی، سمگی اور سلیمان خیل کو بھی آبپاشی کے لیے قلعہ عبداللہ مینزائی اور پیر علی زائی کے ساتھ ہی بجلی مہیا کی جائے۔

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر واپڈا بلوچستان کے افسران کو یہ رشوت نہ دی جاتے تو علاقہ گلستان کو بجلی مہیا کرنے سے نظر انداز اور محروم کیا جاتا رہے گا۔ سالہا سال کی کوشش اور تگ و دو کے باوجود اب تک علاقہ گلستان بجلی سے محروم رہا ہے۔ جب کہ دوسرے غیر مستحق علاقوں کو بجلی مہیا کی گئی ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ علاقہ گلستان کو جلد از جلد بجلی مہیا کرنے کا انتظام کریں، کیونکہ ڈیزل آئل اور موبل آئل وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے اکثر ٹیوب ویل بند کرنے پڑے ہیں اور اندیشہ ہے کہ مزید ٹیوب ویل بند کرنے پڑیں گے اور واپڈا بلوچستان کے رشوت خور آفیسران کے خلاف جلد سخت کارروائی کی جاتے۔

ڈاکٹر شبیر احمد کو رہا کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی نے ڈاکٹر شبیر احمد ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام تحصیل احمد پور شرقیہ کی غنڈہ ایکٹ میں گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے۔

شاہ صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سماجی ورکر اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ مقامی انتظامیہ نے ان کی مقبولیت کو نقصان پہونچانے کے لیے یہ اقدام کیا ہے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب بہت شریف آدمی ہیں اور بے باک سیاسی کارکن۔ اور وہ جمعیۃ تحصیل سطح کے ذمہ دار لیڈر ہیں۔

شاہ صاحب نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو فوراً رہا کرے اور احمد پور شرقیہ کی مقامی انتظامیہ کے خلاف تحقیقات کی جاتے کہ ڈاکٹر شبیر احمد کو اس بدنام زمانہ دفعہ میں کیوں گرفتار کیا۔

مدارس میں قرآنِ پاک ناظرہ کو لازمی قرار دیا جائے

دینی مدارس سے ملحق جو سکول قومی ملکیت میں لیے گئے ہیں ان میں قرآن پاک ناظرہ و حفظ کی تعلیم کیلئے قاری مقرر تھے۔ حکومت نے ناعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تعلیم کو بند کر دیا ہے اور قاریوں کے ہرات روک لئے ہیں۔

پاکستان اساس دین پہ اور قرآن کے نظام کو قائم کرنے کے داعیہ پر بنایا گیا۔ دستور میں مملکت کو اسلامیہ جمہوریہ قرار دیا گیا۔ پھر کس طرح مناسب ہے کہ قرآن پاک کی جاری تعلیم کو روک دیا جائے۔ جمعیۃ ملتان کے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ اس فیصلے کو منسوخ کیا جائے اور تمام مدارس میں قرآن پاک کی تعلیم کو لازم قرار دیا جائے۔

چشتیاں

(حلقہ نور پورہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام)

دفتر حلقہ نور پورہ میں جمعیۃ علماء اسلام چشتیاں کا اجلاس زیر صدارت جناب حاجی محمد شفیع صاحب منعقد ہوا۔ بعد ازاں مولانا بشیر احمد شاد سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام چشتیاں نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔

آخر میں حلقہ نور پورہ چشتیاں کی جمعیۃ کا قیام عمل میں لایا گیا اور مندرجہ ذیل حضرات عہدیدار منتخب کیے گئے:

امیر: جناب حاجی محمد شفیع صاحب
نائب امیر: ” غلام مصطفےٰ صاحب
جنرل سیکرٹری: ” غلام مصطفےٰ انجم قادری۔
سیکرٹری نشریات: ” محمد لیسین صاحب عرائض نویس
خازن: ” صوفی عبد الرحیم صاحب

کراچی (دفتر کی افتتاحی تقریب)

مورخہ ۱۵ر جون بعد نماز عصر جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی دفتر کا عظیم الشان افتتاح ہوگا۔ اس مبارک تقریب میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی و صوبائی حضرات شرکت فرما رہے ہیں۔

جن میں حافظ الحدیث والقرآن حضرۃ مولانا محمد عبد اللہ درخواستی صاحب مدظلہ، قاید حزب اختلاف مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی، حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی اور دیگر بہت سے اکابر و رہنمایان جمعیۃ کی شرکت، نیز کراچی جمعیۃ کے ہزاروں کارکنوں کی شرکت ہوگی۔

احباب سے التماس ہے کہ رابطہ کے لیے پتہ نوٹ فرمائیں۔

دفتر جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی
دل مراد مسجد میوہ شاہ روڈ چاکیواڑہ
کراچی ع۱ ۔

ہفت روزہ اجتماع

حیدرآباد۔ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے حکم پر جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان کا اجلاس اب ہر جمعہ کو بعد نماز عصر دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں منعقد ہوا کرے گا۔ اس کے علاوہ جمعیۃ کے ضلعی رہنما ہفتے میں ایک مرتبہ جمعیۃ کی مقامی شاخوں کا ترتیب وار دورہ کریں گے اور کارگذاری کا جائزہ لیں گے۔ اس مقصد کے لیے امیر شہر مولانا عبد المتین صاحب کی قیادت میں پہلا اجتماع ۲۲ مئی بروز جمعہ پٹھان گوٹھ لطیف آباد ۸ میں ہوگا۔

چوہدری محمد انور پاشا کو صدمہ

جہلم۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے جنرل سیکرٹری چوہدری محمد انور پاشا کے چچا کا لندن میں انتقال ہوگیا۔ ان کی لاش بذریعہ طیارہ جہلم لائی گئی۔ نماز جنازہ میں لوگوں کی بھاری تعداد نے شرکت کی۔

مرحوم کی لندن میں مذہبی سرگرمیوں پر ان کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی اور چوہدری محمد انور پاشا سے اظہار تعزیت کیا۔

اوچشریف ضلع بہاولپور

دارالعلوم اشرفیہ اوچشریف کے ایک عظیم الشان جلسہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر امریکی فلم کی مذمت کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل صاحب قاسمی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس فلم پر پابندی لگوائی جائے۔ اور فلم بنانے والے ادارہ سے شدید احتجاج کیا جائے۔

مسلمان پیغمبر اسلام کی عزت و ناموس پر مر مٹنا جانتے ہیں۔ اسلامی ممالک اپنے اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ اس فلم پر پابندی لگوائیں۔

وفات حسرت آیات

جمعیۃ علماء اسلام دریاخان مرک کے امیر جناب قاری محمد موسیٰ صاحب ۱۸ر مئی ۱۹۷۵ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم نہایت خلیق، دین دار، متواضع حق پرست، علماء حق سے بڑی محبت رکھنے والے بزرگ اور اپنی پوری زندگی دین الٰہی کے لیے وقف کر دی تھی۔ دین کا کام کرتے کرتے وفات پا گئے۔

قارئین سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

کراچی جمعیۃ علماء اسلام کو صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی نے تین اضلاع پر تقسیم کر دیا ہے۔ اور تینوں اضلاع براہ راست صوبہ سے تعلق رکھیں گے۔

اب ضلع غربی کے امیر حاجی دلمراد صاحب ضلع وسطی کے امیر مولانا نور الھدیٰ صاحب ضلع شرقی کے امیر مولانا غلام صمدانی صاحب ہوں گے۔

جمعیۃ طلباء اسلام کی تمام ڈاک دفتر جمعیۃ طلباء اسلام ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال کریں۔ ”ادارہ“

جناب لیاقت علی (جنرل سیکرٹری کمرشل کالج رحیم یارخاں) کی ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت

میانوالی شہر میں بیس (۲۰) طالب علموں کی شمولیت

جناب لیاقت علی جنرل سیکرٹری کمرشل کالج رحیم یارخاں نے اپنے درج ذیل ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔

جناب ارشد جاوید گورنمنٹ ٹکنیکل کالج رحیم یارخاں
" محمد عثمان کمرشل کالج " "
" محمد رمضان " " " "
" قیوم علی " " " "
" محمد اکرم بٹ " " " "
" راشد محمود " " "
" محمد شاہد " "
" ارشاد جاوید " "
" محمد محمود " " " "

میانوالی شہر میں جناب طارق نیازی۔

جناب محمد عظیم خاں (ارکان اسلامی جمعیۃ طلباء)

جناب لیاقت حیات خاں (نائب صدر نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن) دس ساتھیوں سمیت۔

جناب ملک محمد [illegible]لم (جنرل سیکرٹری انجمن طلباء اسلام) چھ ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہو گئے ہیں۔

جناب ملک محمد یوسف اور جناب مسعود نیازی نے ان طلباء کا جماعت میں شمولیت پر خیر مقدم کیا ہے۔

ضلعی کنونشن نواب شاہ (سندھ)

۲۲ مئی کو جمعیۃ طلباء اسلام ضلع نواب شاہ کا تربیتی کنونشن ہوا۔ کثیر تعداد میں طلباء شریک ہوئے۔

مولانا قاسم الدین، مولانا غلام محمد صاحب جناب محمد سلیم شاہد (نائب صدر صوبہ سندھ) اور جناب محمد بلال بلوچ (ناظم ضلع) نے طلباء سے خطاب کیا۔

مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ

صدر : جناب عبدالخالق
نائب صدر : " غلام رسول
ناظم عمومی : " محمد ارشاد
ناظم : " محمد عباس شاہ
ناظم نشرواشاعت : جناب مظہراللہ شاہ
خازن : جناب خلیل احمد

مدرسہ احیاء العلوم عیدگاہ منظفر گڑھ

صدر : جناب ملک مولا بخش
نائب صدر : " حافظ سعید احمد
ناظم عمومی : " عبدالحکیم
ناظم : " عبدالصمد
ناظم نشرواشاعت : " ریاض احمد
خازن : " حافظ فیض الرحیم

ضلع بہاولپور

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع بہاول پور کا انتخابی اجلاس ہوا۔ شاخوں نے اپنی اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی اس کے بعد درج ذیل ضلعی انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر : جناب عبدالرؤف اسلامی یونیورسٹی بہاولپور
نائب صدر : " محمد اسلم غوری حاصل پور
ناظم عمومی : " عبدالرشید یزدانی قائداعظم میڈیکل کالج بہاول پور
ناظم : جناب محمد احمد گورنمنٹ ایس۔ ای کالج بہاول پور
ناظم نشرواشاعت : جناب محمد حنیف جہانگیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور
خازن : جناب محمد سلیم بہاولپور۔

بہاولپور شہر

بہاول پور شہر میں درج ذیل نظماء مقرر کیے گئے۔

جناب محمد محسن حلقہ ایس ای کالج بہاول پور
" غلام نورانی " اسلامی یونیورسٹی "
" محمد اعظم چیمہ " قائداعظم میڈیکل "
" محمد ظفر " گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور
" محمد مشتاق ریحان حلقہ ٹیکنالوجی کالج "

انتخابات کے بعد ضلعی عہدیداران اور بہاول پور شہر کے نظماء سے رانا شمشاد علی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب نے حلف وفاداری لیا۔

تحصیل صادق آباد

صدر : جناب میاں محمد نسیم
نائب صدر : " اختر اعوان
ناظم عمومی : " جاوید اقبال
ناظم : " محمد اسلم طاہر
خازن : " محمد طاہر

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کا دو(۲) روزہ تربیتی

کنونشن

بمقام
خالق دینا ہال
کراچی

مورخہ
۱۴ر۱۵ر جون ۶۵ء
بروز ہفتہ، اتوار

عزم

انتظار ختم ہوگیا ـــــ اور ـــــ عزم چھپ کر تیار ہوگیا۔

"صرف نماز پڑھنے پڑھانے اور زیادہ تحمید و تقدیس سے "خلافت" نہیں ملتی۔" (مولانا مفتی محمود مدظلہ)

"بعض اوقات اپنے ہی شہر کے گرد "خندق" کھود کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔" (مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ)

"جماعتی اور تنظیمی گہرائی و گیرائی کے بغیر محض عددی اکثریت عظیم مقاصد اور نصب العین کے حصول کا قریبی ذریعہ نہیں بن سکتی۔"

(قائد طلباء محمد اسلوب قریشی)

"کیا ضروری ہے کہ ہمیشہ ہماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو؟"

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

"ہم غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنیں نہ کہ غلامانِ کرزن و ہارڈنگ۔"

(سید حسین احمد مدنیؒ)

"یہ حضرت سندھیؒ ہی کی سیاسی بصیرت تھی کہ افغانستان جیسا کمزور ملک انگریز سے ٹکرا گیا اور بالآخر اس نے "اُس [illegible] پر" تقسیم حاصل کر لیا"

(سید مطلوب علی زیدی)

درج بالا مندرجات کی تفصیل پڑھنے کے لیے آج ہی "عزم" پڑھیے۔ اس کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء، مایوسی کیوں؟ جمعیۃ کی سرگرمیاں؟ انتخابات، شمولیت، یونین الیکشنز۔

فی پرچہ -/۱ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

کروڑ

صدر: جناب محمد اقبال نخچیرؔ
نائب صدر: " احمد حسن شاہد
ناظم عمومی: " نذر حسین نذرؔ
ناظم: " محمد سیم
ناظم نشر و اشاعت: " مشتاق احمد
خازن: " محمد خورشید

گورنمنٹ ہائی سکول کروڑ

صدر: جناب نذر حسین نذر
نائب صدر: " محمد نسیم
ناظم عمومی: " محمد خورشید
ناظم: " محمد زبیر
ناظم نشر و اشاعت: جناب طاہر عزیز
خازن: جناب محمد اشفاق